ماہنامہ محدث لاہور

شمارہ نمبر:36 ۔۔۔۔ جلد نمبر 4 ۔۔۔۔ شمارہ نمبر 8،7 ۔۔۔۔ جولائی، اگست 1974ء۔۔۔۔رجب، شعبان 1394ھ

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی
مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' 'لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے۔جس کا نام محدث تھا کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ 1970ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہو رہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: 20روپے — زرِسالانہ: 200روپے — بیرون ملک: 20ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ 200روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث، 99جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور54700۔ فون نمبر: 35866476 / 3586639 - 042

موبائل: 4600861 - 0305

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com ____www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فہرست

اسلام کے مشعل بردار۔ محمد بن عبد الوہّاب 2
التفسیر والتعبیر 8
مجوزہ پاکستان اور عملی پاکستان 16
مذہب اور سائنس 22
بالشوزم اقبالؒ کی نظر میں 27
آزاد کشمیر میں اسلامی قانون کا نفاذ 29
کیا نا اُمید جاؤں تیرے آستاں سے بھی 33
تعارف و تبصرہ کتب 34

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر   نشری تقریر

اسلام کے مشعل بردار۔ محمد بن عبد الوہّاب

مدیر اعلیٰ نے یہ تقریر ۱۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ریڈیو پاکستان سے کی، جو چند ضروری اضافوں کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

کلمہ طیبہ 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' نہ صرف مسلمانوں کا مذہبی شعار ہے بلکہ ان کی دینی و اخلاقی، انفرادی و اجتماعی اور سیاسی و معاشی جملہ قسم کی سربلندیوں اور ترقیوں کا ضامن ہے۔ وحدتِ انسانیت اور عروج بشریت کی بے مثال تاریخ اس سے وابستہ ہے۔ اسی کی برکت سے 'عرب' کے تاریک ریگزاروں نے تابانی پکڑی اور نہ صرف دنیائے آدمیت کو خیرہ کیا بلکہ رہتی دنیا تک سرفرازی و کامرانی کے 'سنگِ میل' لگائے۔

کم لوگ واقف ہوں گے کہ آج دنیائے اسلام کی عظیم سلطنت اور 'حرمین شریفین' کی محافظ 'سعودی حکومت' جو ہر جگہ اسلامی تحریکوں اور مسلمانوں کی ہمدردیوں میں پیش پیش نظر آتی ہے۔ اور 'اتحادِ عالم اسلام' کے لئے 'تضامن اسلامی' کے نعرہ سے سربراہی کا فرض ادا کر رہی ہے اپنے 'فکر و منہاج' میں شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ اور ان کی آل کی مرہونِ منت ہے اور آج تک سعودی دستور و قانون اور مشاورت میں شیخ موصوف کی نسلی اور روحانی اولاد کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ واضح ہو کہ سعودی حکومت کے سرکاری جھنڈے میں 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' اور 'تلوار' سے اسی فکر و نہج کی ترجمانی مقصود ہے۔

شیخ محمد بن عبد الوہابؒ سعودی عرب کے موجودہ دار الخلافہ سے تقریباً ستر کلو میٹر دور 'نجد یمامہ' کے مشہور علاقہ عیینہ میں ۱۱۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ جہاں آپ کا خاندان کافی عرصہ سے علم و انصاف کی سیادت پر فائز تھا اور تقریباً سارے نجد کا مرجع وماویٰ تھا۔ آپ بچپن ہی سے نہایت فطین، نیک نفس اور قوی حافظہ کے مالک تھے۔ دس سال سے بھی کم عمر میں قرآن حفظ کر لیا پھر نجد، حرمین اور بصرہ وغیرہ کے مشہور علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا جن میں سے ایک علامہ محمد حیاتؒ محدث سندھ بھی ہیں جو اُن دنوں مدینہ منورہ میں 'سنت و حدیث' کے مسلمہ امام تھے۔ اس تلمذ کے اعتبار سے گویا شیخ کو ایک نسبت اس وقت کے ہندوستان اور موجودہ پاکستان سے بھی ہے۔ آپ نے دورانِ تعلیم ہی میں پہلے 'بصرہ عراق' سے پھر واپس آکر نجد کے علاقہ 'حریملا' سے اپنی دعوت کا آغاز کیا جہاں ان دنوں شیخ کے والد عبد الوہاب شہر کے قاضی (جج) کے عہدہ پر فائز تھے۔ دعوت ہی کے سلسلہ میں شیخ بعد ازاں نجد کے مشہور قصبوں 'عیینہ' پھر 'درعیہ' میں منتقل ہوتے رہے۔ آپ کی دعوت کی بنیاد 'توحید' تھی جس کا شعار 'کلمہ طیبہ' اور ابتدائی نکات رب، نبی اور دین کے وہی تین اصول تھے جن کا موت کے بعد پہلی گھاٹی 'قبر' میں سوال ہو گا۔ دعوت کی وضاحت کے لئے آپ نے کتاب التوحید کشف الشبہات اور ثلاثۃ اصول وغیرہ کتابیں بھی لکھیں جو آج کل تقریباً سارے سعودی عرب میں تعلیم کے مختلف درجوں میں بطور نصاب مقرر ہیں۔

چونکہ آپ نہایت متقی، پاکباز اور نفسیاتی تاثیر کے مالک تھے اور اوّل و آخر کتاب و سنت اور انبیاء کا طریقہ کار اپناتے تھے اس لئے دور و نزدیک آپ کی دعوت کا خوب چرچا ہوا۔ اس دعوت کو جہاں عوام و حکام میں زبردست معاون و انصار ملے وہاں اسے جاہلوں، حاسدوں اور سیاسی طور پر بڑی

بڑی سازشوں کا شکار ہونا پڑا۔ حریملا میں جب سماج دشمن عناصر نے آپ کو اپنی راہ کی رکاوٹ دیکھا تو قاتلانہ حملہ کیا لیکن اللہ نے آپ کو بچا لیا۔ پھر عیینہ میں ایک زانی عورت کو جس نے بہ ہوش و حواس اپنے جرائم کا اقرار کیا تھا حاکم وقت سے سنگسار کرانے پر رنگیلوں کی سازش سے علاقہ بدر ہوئے حتیٰ کہ قتل کی ایک سازش سے بچتے ہوئے درعیہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں کا حاکم محمد بن سعود جو حسنِ اخلاق اور پاکبازی میں معروف تھا آپ کی دعوت سے متاثر ہو کر تعاون پر تیار ہوا اور اس نے آپ سے 'مستقل رفاقت' کی شرط پر بھرپور تعاون کا عہد کیا۔ آج تک اسی رفاقت کے نتیجہ میں آلِ شیخؒ اور آل سعود کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ کلمہ طیبہ اور تلوار کے اس جوڑ سے آپ کی دعوت کو جو فروغ ہوا اس نے دور دراز تک آپ کی دعوت کا تہلکہ مچا دیا۔ جس پر سیاسی طور پر بدنام کرنے کے لئے مخالفین نے آپ کو ایک نئے مذہب کا بانی قرار دے کر اسے 'وہابیت' کا نام دیا جو آج تک مذہبی سطح پر ایک گالی سمجھی جاتی ہے۔ اس میں اگرچہ کسی حد تک 'اخوانِ یوسف' کا بھی ہاتھ ہے تاہم 'وہابیت' کے طعن سے پراپیگنڈہ کرنے میں زیادہ کارفرمائی برطانوی سامراج کی ہے جس نے پہلے خلیج فارس کے بحری مرکز 'رأس الخیمہ' کے قرصی باشندوں سے ٹکر لی جو سعودیوں کے ہی زیر نگین تھے۔ بعد ازاں 'ہند' میں اسلامی نظام کے لئے شہیدین سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسمٰعیل نبیرۂ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے جہاد کو ناکام بنانے میں طعن وہابیت کے ہتھکنڈے سے کام لیا۔ حالانکہ سیاسی طور پر دونوں تحریکوں کا کسی قسم کا تعلق نہیں ہے بلکہ رابطہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ مذہبی طور پر دونوں تحریکوں میں یہ مناسبت موجود ہے کہ دونوں خالص اسلامی نظامِ حیات کے نفاذ کے لئے جہاد کی تحریکیں ہیں اور کتاب و سنت کی تعلیمات کی حد تک ان کے افکار بھی یکساں ہیں لیکن طریق کار بلکہ بہت سے تفصیلی عقائد میں آپس میں کافی مختلف ہیں۔ کسی ترجیحی مقابلہ سے قطع نظر جو سادگی اور مسئلہ توحید میں تشدد شیخ محمد بن عبد الوہاب کی دعوت و تحریک میں نظر آتا ہے وہ اسی کا خاصہ ہے۔ اگرچہ شیخ کی دعوت میں شہیدین کی طرح (جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے) کتاب و سنت کی طرف رجوع کی پرزور دعوت بھی ملتی ہے۔

شیخ نے سلفی نہج فکر کو اپناتے ہوئے توحید کے خاص پہلو 'توحید الالوہیۃ' پر زیادہ زور دیا ہے۔ یعنی 'معرفت حق' کی بجائے 'طلب حق' کو اصل توحید قرار دیا ہے اور معرفت حق کو وسیلہ۔ اس سلسلہ میں ائمۂ اربعہ کے توحیدی فکر خصوصاً امام احمد بن حنبلؒ اور سلفی فکر کے شارح امام ابن تیمیہؒ کی خوشہ چینی کی گئی ہے۔ کیونکہ شیخ کا خاندان 'حنبلی مکتبہ فکر' سے وابستہ رہا ہے۔ اگرچہ امام ابن تیمیہؒ کی متابعت میں شیخ کتاب و سنت کی تعبیر میں حنبلی فقہ کے پابند نہیں ہیں آخر میں شیخ کے لئے مصر کے مشہور ترقی پسند ادیب "طٰہٰ حسین' کی ایک بحث 'جزیرۂ عرب میں ادبی کام' سے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

مسٹر طہٰ حسین اس تحریک کو دین و سیاست کا مجموعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ مذہب نیا بھی ہے اور پرانا بھی۔ نیا (اس دور کی دینی اور سیاسی حالت) معاصرین کے اعتبار سے اور پرانا حقیقت نفس الامری کے اعتبار سے کیونکہ یہ مضبوط دعوت ایسے خاص پاکیزہ اسلام کی طرف ہے جو شرک اور بت پرستی کے ہر اختلاط سے پاک ہے۔

پھر طریق کار کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عجیب اتفاق ہے کہ اس نئے مذہب کو نجد میں ہو بہو وہی حالات میسر آئے جو حجاز میں (آنحضرت ﷺ کے دور کے) اسلام کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ مثلاً اس کے داعی نے نرمی سے دعوت کا آغاز کیا۔ جب لوگوں نے قبول کی تو بر سر عام اس کا اظہار ہوا۔ اسے پریشانی لاحق ہوئی اور خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر یہی داعی خود کو برادریوں کے امراء رؤسا کے روبرو پیش کرتا ہے جس طرح نبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے خود کو قبائل پر پیش کیا پھر اس نے درعیہ کی طرف ہجرت کی اور اس کے باشندوں نے اس کے تعاون پر معاہدہ کیا جس طرح نبی ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ لیکن محمد بن عبد الوہاب نے دنیاوی امور میں مصروف رہنا پسند نہ کیا لہٰذا سیاست (اپنے خلفاء سعودیوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر) اسے اپنی دعوت کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ جب یہ سب کچھ مکمل ہوا تو لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بلایا پھر جس نے قبول کیا خلاصی پائی اور جس نے انکار کیا اس پر تلوار سونتی اور لڑائی مسلط کی اس طرح نجدی زیر ہوئے اور اطاعت قبول کر کے اس دعوت کے سلسلہ میں قربانیاں دیں۔ جس طرح عرب نبی ﷺ کے تابع فرمان ہوا اور صحابہ نے آپ کے ساتھ ہجرت کی۔

اگر ترک اور مصری اس مذہب کے خلاف جمع ہو کر ایسی قوت اور اسلحہ سے اسی سرزمین میں نہ لڑتے جو ان بدوؤں کے پاس نہ تھا تو امید کی جاسکتی تھی کہ یہ مذہب عرب کی آواز کو بارھویں تیرھیوں صدی ہجری میں اسی طرح ایک کر دیتا جس طرح ظہور اسلام کے وقت پہلی صدی میں عرب کا اتحاد ہوا تھا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ

آزاد کشمیر کی اسمبلی نے شرعی تعزیرات کے قانون کا مسودہ متفقہ طور پر منظور کر لیا ہے۔ حزبِ اختلاف اور سرکاری پارٹی نے آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کے نفاذ کو نہ صرف آزاد کشمیر کی تاریخ جہاد آزادی میں اہم ترین بلکہ ساری اسلامی دنیا میں نہایت شاندار کارنامہ قرار دیا۔ اپوزیشن نے مطالبہ کیا کہ اسلامی قوانین پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے تاکہ سارے معاشرے کی اصلاح ہو سکے۔ نیز اس نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ مسودۂ قانون کی دیگر دفعات کو بھی جلد نافذ کیا جائے۔ حکمران پارٹی نے اس قانون کو ایک غیر معمولی کارنامہ قرار دیا۔ (نوائے وقت ۱۴/ اگست)

آزاد کشمیر کی اسمبلی کے اراکین کو اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی عنایات سے نوازے اور ان کو اس امر کا اجر جزیل عنایت فرمائے کہ انہوں نے ایک ایسا مبارک اقدام کیا ہے جس سے مغرب زدہ طبقہ کتراتا یا شرماتا ہے۔

ہم پورے اعتماد کے ساتھ کہتے ہیں کہ: جو لوگ اسلامی اقدارِ حیات کے زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر فتوحات کے دروازے کھول دے گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ملک میں حالات کچھ دگرگوں ہو گئے تھے۔ اس لئے مایوسی سایہ ڈالنے ہی والی تھی کہ حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب کعبہ پر کھڑے ہو کر بولے کہ:

حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ: لوگو! میرے ہمراہ لا الٰہ الا اللہ کہو عرب تمہارے مطیع اور عجم باجگذار ہو جائیں گے، بخدا! قیصر و کسریٰ کے خزانوں (تمہارے قبضے میں آجائیں گے اور) کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے (الکامل ص ۱۲۴)

آزاد کشمیر کی یہ مُوربے مایہ اگر کتاب و سنت کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تو یقین کیجئے! کل وہ مقبوضہ کشمیر بھی آپ کے قدموں میں ہو گا جو اس وقت تک لاینحل مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔

کیونکہ حدود اللہ اور اسلامی تعزیرات کے نفاذ کی جو برکتیں ہیں وہ رنگ لائے بغیر نہیں رہ سکتیں رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

اقامة حد من حدود الله خير من مطر اربعين ليلة فى بلاد الله (ابن ماجه)

'ملک میں حدود اللہ میں سے ایک حد کا نفاذ ہی مسلسل چالیس راتوں کی بارش سے زیادہ خیر و برکت کا موجب ہے۔'

اس لئے ہم سردار عبد القیوم، اسمبلی کے ارکان اور دوسرے ان رہنماؤں کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں، جن کی مساعی جمیلہ سے آزاد کشمیر کو یہ سعادت نصیب ہوئی، یہ ایک ایسا مثالی کردار ہے جو پاکستان اور دوسری اسلامی ریاستوں کو دعوت مطالعہ دیتا ہے اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے: مسلم ہو تو اس کا ثبوت دو۔

قانون ضرورت کے تحت شریعت کی تعبیر نو؟

ہمارے ایک عزیز دوست نے 'زکوٰۃ اور عصری تقاضے' کے عنوان سے زکوٰۃ کے موضوع پر متعدد قسطوں میں تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اس میں ایک جگہ فرمایا:

'خوش حال معاشرہ کا قیام اسلام کا بنیادی نظریہ ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت بھی اسی نقطۂ نظر سے ہوئی ہے تاہم جس معاشرہ اور ماحول میں اس عمل کو فرض کیا گیا ہے وہ آج کل کے ماحول اور معاشرہ سے قدرے مختلف تھا۔ اس سلسلہ میں 'قانون ضرورت' کو بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔ شرعی قانون کی رو سے زکوٰۃ چار اشیاء پر فرض ہے۔

(۱) مویشی (۲) غلہ اور پھل (۳) نقدی (سونا چاندی) (۴) تجارت۔

پہلی تین مدات تو بحالہ قائم ہیں مگر جہاں تک مال کی تجارت کا تعلق ہے، اس کا میدان اب بہت وسیع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں مزید غور و فکر کی ضرورت ہے۔ نصابِ زکوٰۃ بھی اسلام میں مقرر ہے لیکن اس معاملہ میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ انفاق فی سبیل اللہ کی کم از کم مد ہے۔ زکوٰۃ کا یہ نظام جب رائج کیا گیا تو اس وقت طلب اور رسد کی ضرورت کے مطابق تھا۔ زکوٰۃ کا مقصد صرف یہ نہیں کہ مقررہ اموال میں سے معینہ مقدار ادا کر دی جائے۔ چاہے وہ معاشرتی ضروریات کا ایک فی صد ہی پورا کرے۔ زکوٰۃ کو فقراء اور محتاج لوگوں کی تمام ضروریات کا کفیل ہونا چاہئے۔ لہٰذا آج کل اس امر کی ضرورت ہے کہ 'ضرورت' کا اندازہ لگا کر نظام زکوٰۃ کو از سرِ نو منظم کیا جائے۔ (ہفت روزہ 'اہلحدیث' لاہور ص ۳، ۱۶/ اگست ۱۹۷۴ء)

ہم نے یہ طویل اقتباس اس لئے نقل کیا ہے کہ فاضل ایڈیٹر کی بات سمجھنے میں اغلاق نہ رہ جائے۔ یہ فکر جدید طبقہ کی طرف سے وباء کی طرح پھیل رہا ہے، یہاں تک کہ وہ اہل حدیث جنہوں نے بادِ مخالف کے تیز و تند جھونکوں میں ہمیشہ شمع سنت فروزاں رکھی وہ بھی اب ڈانواڈول ہونے لگے ہیں۔

جس انداز سے مسائل کو سوچنے سمجھنے کے لئے اب چلن عام ہونے لگا ہے وہ مومنانہ کم اور مارکسی زیادہ ہے۔ اسلاف کے نزدیک حسن و قبح شرعی ہے، قدیم اور جدید اہل اعتزال کے نزدیک سر تا پا عقل۔ اس لئے شرعی نقطۂ نگاہ سے سوچنے کی کم کوشش کی جاتی ہے، صرف مادی اور افادی حیثیت سے جائزہ لیا جا رہا ہے، گویا کہ، اب خدا سے بھی مطلب کی دوستی ہو گئی ہے۔ اور بالکل یوں جیسے اب خدا کو اپنے بندوں سے ہی پوچھ پوچھ کر چلنا چاہئے۔ بہر حال ہمیں اس اندازِ نظر سے شدید اختلاف ہے، ورنہ کتاب و سنت کی ایک شے بھی متجددین کی دستبرد سے محفوظ نہیں رہے گی۔ لوگ کہہ سکتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں وقت کافی بچتا تھا، پانچ نمازیں چھوڑ دس پڑھی جا سکتی تھیں، اب حالات قطعی مختلف ہو گئے ہیں۔ پانچوں وقت مسجد میں حاضری سے بڑا ہی حرج ہوتا ہے، لہٰذا اب صرف صبح کی رہ جانی چاہئے یا زیادہ ایک شام کی۔ پہلے قوتِ برداشت زیادہ تھی۔ گرمیوں کے روزے ممکن تھے، اب سارے دسمبر جنوری میں آنا چاہئیں اور وہ بھی ہفتہ عشرہ سے زیادہ نہ ہوں۔ حج سے غرض ایک عظیم اجتماع ہے سو وہ حالات کے مطابق مناسب موسم اور مناسب جگہ میں ہو سکتا ہے، اتنا دور دراز کا سفر کیا ضرورت ہے۔ قرآن حکیم ایک آئینی کتاب ہے اس سے پروگرام لو، اور مناسب طریقے نافذ کرو، یہ تلاوت ولادت کے چکروں میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ الخ

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جو ویسی ادا کی جائے گی، جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا نمونہ پیش کیا۔ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللهِ (سورۂ روم۔ رکوع ۴) باقی رہیں 'ضرورتیں'؟ سو یہ آپ کو کس نے بتایا ہے کہ، وہ صرف زکوٰۃ کے ہی کھاتے سے پوری ہونی ضروری ہیں؟ اسلام نے اس سلسلے میں کفالت کا ایک عام اصول بھی بتایا ہے، یعنی اقرباء اپنے ناداروں کے ذمہ دار ہیں وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (سورت بنی اسرائیل و سورہ روم) ہمسایہ اپنے ہمسایوں کی دستگیری کرنے کا مکلف ہے (بخاری) اور مخیر حضرات کو زکوٰۃ کے علاوہ بھی مجبوروں پر نظر رکھنے کا حکم ہے۔ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (سورۃ الذاریات ع ۱) حضری کو مسافروں کو خوش آمدید کہنا چاہئے، لیکن یہ چیزیں شرعی اصطلاح میں فرض کفایہ کی شکلیں ہیں نہ کہ قانونِ ضرورت کے تحت مصارف کی تعیین نو یا تعمیر نو کی کھلی چھٹی مہیا کریں۔

زکوٰۃ سے غریب کی مدد ہو جاتی ہے، رفاہِ عامہ کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور دینے والے کا تزکیہ ہوتا ہے، دنیا میں بسر کرنا ہے لیکن وہ مطلوب و مقصود مومن نہیں ہے۔ یہ دراصل جزوی خلا پُر کرنے کے کام آتی ہے۔ وہ سارے خلا جو غیر محتاط معاشرہ نے پیدا کر ڈالے ہیں، زکوٰۃ ان کی ذمہ دار نہیں ہے۔ اگر نظام معاشرت اسلامی ہو تو آپ کو زکوٰۃ لینے والوں کی تلاش ہی کرنا پڑے۔ ہم اپنی حماقتوں اور اسلام دشمن اعمال کی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں، آپ سمجھتے ہیں کہ ان کو بھی زکوٰۃ ہی سہارا دے! کیوں! مقصد یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ میں شرعی قوانین کفالت اور مصارف ہماری تمام ممکنہ ضرورتوں کے ضامن ہیں کسی اور قانون ضرورت کی مطلقاً حاجت نہیں۔

بہرحال ہمارے نزدیک قرآن و حدیث کے متعین احکام میں رد و بدل کرنے کی ریت بہت برا اور حد درجہ فتنہ پرور رنگ لائے گی۔ بہتر ہے یہ دروازہ کھولنے کی کوشش نہ کریں۔

ریڈیو پاکستان کی بددیانتی

امریکہ سے واپسی پر ایک عظیم اجتماع سے تقریر کرتے ہوئے مولانا مودودی نے مرزائیوں کے سوشل بائیکاٹ کو اسلام کے عین مطابق بتایا جسے ہزاروں لوگوں نے سنا مگر داد دیجئے ریڈیو پاکستان کو کہ اس نے اس کے برعکس مولانا موصوف سے یہ بیان نشر کیا کہ وہ قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کو جائز نہیں تصور کرتے۔

ریڈیو پوری قوم کی امانت ہوتے ہیں۔ وہ کسی خاص طبقہ کی جاگیر نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کا عملہ اس امر کا مجاز ہوتا ہے کہ اس کو کسی طبقہ کی دلجوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کے لئے غلط استعمال کرے۔ کیونکہ وہ کسی خاص پارٹی کے سرکاری ملازم نہیں ہوتے بلکہ پوری قوم کے معزز کارکن اور ملازم ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو اپنے پیشہ کی تقدیس اور ذمہ داریوں کا خود احترام کرنا چاہئے۔

مولانا موصوف سے سینکڑوں اختلاف ہوسکتے ہیں لیکن اس امر کے ممنوع ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ ان کے بیان کو کوئی توڑ موڑ کر پیش کرنے کی کوشش کرے اگر یہ سلسلہ جاری رہا جیسا کہ یہاں پر مدتوں سے جاری ہے تو بیرونی دنیا پاکستانی ریڈیو پر قطعاً کوئی بھروسہ نہیں کرے گی۔ اور یہ بات ملک وملت کے لئے نیک نامی کا موجب نہیں بن سکتی۔

التفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی واربرٹن

التفسیر والتعبیر

(قسط ۸)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ. وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ.

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں، پیدا کیا، عجب نہیں تم (آخر کار) پرہیز گار (بھی) بن جاؤ۔ جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بنایا اور آسمان کی چھت اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے کھانے کے پھل پیدا کئے پس کسی کو اللہ کا ہم پلّہ نہ بناؤ اور تم جانتے (بوجھتے) ہو اور وہ جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہو (اور سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے) اور اپنے اس (دعوے میں) سچے ہو تو اس جیسی ایک سورہ (تم بھی بنا) لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمائتیوں کو بھی بلا لاؤ پس اگر (اتنی بات بھی) نہ کر سکو اور ہر گز نہ کر سکو گے تو (دوزخ کی) آگ سے ڈرو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور وہ) منکروں کے لئے تیار ہے۔ اور (اے پیغمبر) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کیے، ان کو خوشخبری سنادو کہ ان کے لئے (بہشت کے) باغ ہیں جن کے تلے پڑی نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب ان کو ان میں کا کوئی میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے، یہ تو ہم کو پہلے بھی (کھانے کے لئے) مل چکا ہے اور (یہ اس لئے کہیں گے کہ) ان کو ایک صورت (شکل) کے میوے ملیں گے اور وہاں ان کے لئے بیبیاں ہوں گی، پاک صاف اور وہ ان (باغوں) میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ (اے لوگو!) بلا استثناء یہ خطاب سب لوگوں سے ہے وہ مومن ہوں یا کافر، گورے ہوں یا کالے، مشرقی ہوں یا مغربی، جنوب میں رہتے ہوں یا شمال میں۔ غرض یہ کہ: کوئی ہو کہیں کا رہنے والا ہو اور کیسا ہو، قرآن اسے پکارے جا رہا ہے۔

پہلے خالص مومن کا ذکر تھا، پھر پکے منکرینِ حق (کافروں کا) اس کے بعد بزدل منافقوں اور سیاسی پینترے بازوں کا۔ اب ان سب کا ہے، تاکہ قرآن حکیم کے تیز و تند تبصرہ سے کافر اور منافق یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ: اب خدا کا ہم سے کوئی تعلق نہیں رہا اور وہ ہمیشہ کے لئے ہم سے کٹ گیا ہے، اب (يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ!) کہہ کر ان کی اس بد گمانی اور مایوسی کو دور کیا ہے کہ، تبصرہ سے مقصود "حالِ واقعی" کا اظہار تھا، جہاں تک تعلق کی بات ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

سو اس کے لئے خدا کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے، بلکہ کچھ بھی ہو، وہ اب بھی آپ کے انتظار میں ہے۔

اُعۡبُدُوۡا (عبادت کرو) پُرسوز اور پُرخلوص مگر غلامانہ عاجزی کے ساتھ خدا کے حضور، بے ریا وفا اور طاعت کا نذرانہ پیش کرنے کو 'عبادت' کہتے ہیں۔

معنى العبادة، الخضوع لله بالطاعة والتذلل له بالاستكانة (تفسیر ابن جریر طبری-آیت مذکورہ)

اس میں شرط یہ ہے کہ یہ رنگ صرف خدا کے لئے ہو اور بلاشرکت غیرے ہو، اس لئے اُعۡبُدُوۡا کے معنی وَحِّدُوۡہ (اس کو وحدہ لاشریک لہ یقین کرو) بھی کئے گئے ہیں۔ یعنی سارے سنسار اور جگ کو چھوڑ تنہا اس کی 'طاعت اور عبادت' کرو۔

وحدوه ای افردوا الطاعة والعبادة لربكم دون سائر خلقه (ابن جریر)

عبادت کے مفہوم دو ہیں۔ ایک یہ کہ، نمازیں پڑھی جائیں، ذکر کیا جائے، حج، زکوٰۃ اور روزے رکھے جائیں، دوسرا یہ کہ پوری زندگی خدا کی مرضی کے مطابق گزاری جائے۔ نظریہ توحید کے شایانِ شان یہی مفہوم ہے۔ اگر زندگی کے بعض پہلو نفس و طاغوت کے حوالے رہے تو ظاہر ہے یہ زندگی دوئی کی راہ پر پڑ گئی، صرف خدائے واحد کے لئے یکسو نہ رہی۔

طاعت اور عبادت میں فرق:

طاعت جائز امور میں غیر خدا کی بھی ہو سکتی ہے، لیکن عبادت غیر خدا کی نہیں ہو سکتی اور اسی میں بندگانہ خضوع شرط ہے، طاعت میں یہ ممنوع ہے۔ ورنہ یہ طاعت عبادت بن جاتی ہے۔

ان العبادة غاية الخضوع ولا تكون الا لله والطاعة الفعل الواقع على حسب الارادة ويكون للخالق والمخلوق (کتاب الفراق)

اَلَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ (جس نے تمہیں پیدا کیا) ایک خلق یہ ہے کہ نیست سے ہست کیا جائے، دوسرا یہ کہ ہست سے ہست کیا جائے۔ یعنی ایک موجود شے سے دوسری شے پیدا کی جائے۔ یہاں دونوں معنی مراد ہیں، پہلے انسان کا کچھ بھی مذکور نہیں تھا، پھر اسے بناڈالا، مٹی سے پیدا کیا، مٹی کہاں سے بنی۔ اس سے اگلی شے کہاں سے وجود میں آئی۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ ایک ایسی 'تجرید' پر جا ختم ہوتا ہے جہاں خدا کے سوا باقی ہر 'ہست' معدوم ہوتا ہے۔ اس سٹیج پر جو عمل تخلیق ہوتا ہے وہ بغیر مادہ اور مثال سابق کے ہوتا ہے جسے عربی میں 'ابداع' بھی کہتے ہیں۔

یعنی اس ذات کی عبادت اور سچی غلامی اختیار کیجئے، جس نے تمہیں ہست کر کے بتدریج کمال تک پہنچایا۔ صرف تمہیں نہیں، تم سے پہلے جو تھے ان کو بھی اسی ذات خالق نے پیدا کیا۔ (وَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ)

عملِ تخلیق صرف ذاتِ واحد کے دست قدرت کا کرشمہ ہے، اس لئے آپ کے قلب و نگاہ کا مرجع بھی صرف اور صرف اسی ذاتِ واحد کو ہونا چاہئے ورنہ اتمامِ توحید مشکل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

تَتَّقُوۡنَ (پرہیز گار بن جاؤ گے) راہِ توحید اختیار کیے بغیر، خدا کی سچی غلامی کی توفیق حاصل نہیں ہوتی اور نہ تقویٰ شعار انسان بن سکتا ہے۔ انسانی فکر و نگاہ منقسم ہو تو ظاہر ہے خدا کی سچی غلامی کا حق ادا نہیں ہو گا۔ اسی طرح وہ ادھر ادھر سے بچ بچا کر سفر حیات کا بے داغ اتمام بھی نہیں کر سکے ا۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ اسی ذات کی عبادت کرو جو تمہارا اور تم سے پہلوں کا رب اور خالق ہے، تم متقی بن جاؤ گے، یعنی تمہیں ماسوی اللہ سے بچ بچ کر چلنے کی توفیق اسی وقت ہی نصیب ہو سکتی ہے جب دائیں بائیں اور آگے پیچھے خدا کے سوا آپ کی آنکھوں میں اور کوئی شے اور ذات مسائی ہوئی نہ ہو۔ اگر کچھ اور بھی سمایا ہو گا، تو ادھر ادھر سے رخ موڑ کر اور یکسو ہو کر صرف اسی کے لئے اور اس کی طرف سفر جاری رکھنا محال ہو جائے گا۔

رِزۡقًا لَّكُمۡ (تمہارے لئے روزی) یہاں پر ان نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انسانوں کی بقا اور راحت کے لئے ضروری ہیں۔ زمین کو فرش سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ یہ یوں ابھری ہوئی نہیں ہے، کہ اس پر قرار ممکن نہ رہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ زمین گول نہیں ہے، چپٹی ہے۔ دوسرا یہ کہ فرش (بچھونا) آرام گاہ شے کا نام ہے، کیونکہ یہ انسانی بود و باش کے لئے ایک ساز گار قرار گاہ ہے۔ دوسرے ان سیاروں کی طرح نہیں ہے جن میں زندگی محال ہے۔

آسمان کو عمارت اور چھت سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ یہ ایک چھت والے مکان کی طرح اوپر سے ڈھانپ رہا ہے اور انہی خواص کے ساتھ جو ایک مکان کے ہو سکتے ہیں۔ زمین و آسمان کے بیان کرنے سے غرض ان کی ہیئت بیان کرنا نہیں ہے بلکہ ان سے انسان کا جو تعلق ہے اس کو بیان کرنا مقصود ہے۔

مینہ برسا کر پھل پھول اگائے تا کہ انسان ان سے متمتع ہو۔

لَكُمۡ (تمہارے لئے) کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ، تم ان چیزوں کے لئے نہیں بنائے گئے ہو بلکہ یہ چیزیں تمہاری ضیافت طبع اور بقا کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔

فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا (سو تم اللہ کے ہم سر نہ ٹھہراؤ) یعنی ایسا نہ ہو کہ کھاؤ کسی ذاتِ برحق کا اور گاؤ کسی اور کا۔ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند

تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سر گشتۂ و فرمانبر دار

شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نہ بری

اَنۡدَاد، نِدٌّ کی جمع ہے۔ نِدٌّ کے معنی نظیر، مثل اور عدل کے ہیں، امام ابن الاثیر (ف ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

هو مثل الشئ الذی يضاده فی اموره ويناده ای يخالفه (تاج العروس)

نِد شے کے اس مثیل کو کہتے ہیں جو اس کے تمام امور میں مخالف ہو یعنی اسی کا حریف و مد مقابل ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

امام ابن جریر(ف ۳۱۰ھ) فرماتے ہیں: اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کسی شے کی نظیر اور مشابہ ہو:

كل شئ كان نظير الشئ وشبيها (جامع البيان عن تاويل آي القرآن)

حضرت مجاہد(ف ۱۲۳ھ) حضرت قتادہ(ف ۱۱۷ھ) نے اس کے معنی: عُدَلاء (مثیل، نظیر، مانند، ہمسر، ہم مرتبہ) کیے ہیں۔(ابن جریر)

یہ مماثلت جوہر اور اصل میں بھی ہوتی ہے اور صفات میں بھی، خدا جیسا خدا بنا لیا جائے یا کسی کو خدائی اختیارات کا مالک تصور کر لیا جائے۔ سب کو نِد کہتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ(ف ۳۴ھ) اور دوسرے بہت سے صحابہ نے انداد کے معنی یہ کیے ہیں۔

اكفاء من الرجال تطيعوا نهم فى معصية الله (ابن جریر)

خدا کو ناراض کر کے اپنے جیسے انسانوں کی اطاعت کرنی 'انداد' کہلاتا ہے۔

حضرت عکرمہ(ف ۱۰۵ھ) نے اس کو ایک مثال سے سمجھایا ہے، وہ فرماتے ہیں: جیسا کہ آپ کہیں کہ: اگر گھر میں کتا نہ ہوتا تو چور گھر میں گھس آتا۔

اندادًا اى تقولوا لو لا كلبنا لدخل اللص الدار، لو لا كلبنا صاح فى الدار ونحو ذلك (ابن جرير)

دیوتاؤں اور بزرگوں کو خدائی اختیارات کا ملک تصور کرنا، خدا کو ناراض کر کے بعض شخصیتوں کی دلجوئی کرنا، یا فتح و شکست، کامیابی اور ناکامی کے لئے اسباب پر نگاہ رکھنا اور ان کو موثر خیال کرنا، انداد کہلاتا ہے۔

دورِ حاضر میں بھی یہ سبھی قسم کی قباحتیں پائی جاتی ہیں، دیوتاؤں، بتوں، مزارات، بزرگوں سے جس طرح خلق خدا آسیں لگا کر رہتی ہے، وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے، اس سے بھی بڑھ کر یہ فتنے عام ہیں۔

الف۔ جن امور میں خدا کی نافرمانی ہوتی ہے ان میں بھی لوگوں کی اطاعت کی جاتی ہے اور ان کو خوش رکھا جاتا ہے۔

ب۔ اسباب اور وسائل پر نگاہ رکھی جاتی ہے اور اس سلسلے کی خدائی تلقینات کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

یہ وہ انداد ہیں، جن کو ہم خدا کے مدمقابل اڈے کہہ سکتے ہیں۔ اور جو بدنصیب لوگ ان فتنوں کے نرغوں میں گھر گئے ہیں، ان کی عاقبت سخت خطرے میں ہے بلکہ دنیا بھی۔

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (حالانکہ تم جانتے بوجھتے ہو) یہ بات کہ سچا خدا ایک ہے، وہی خالق، وہی رب اور صرف وہی رازق ہے، سب کو معلوم ہے، اس لئے مناسب بھی یہی ہے کہ اب اطاعت اور عبادت بھی تنہا اسی ذاتِ واحدی کی بجائے۔ اس میں شکر گزاری بھی ہے اور عقل و ہوش کی بات بھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر و شرک کے جو کام لوگ کر رہے ہیں، وہ ان کی بے خبری کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ جلد بازی کا ہے۔ چاہتے ہیں کہ، خدا نے تو دیر کر دی ہے، اس لئے اب یوں کر کے دیکھ لیں، شاید جلدی ہو جائے، یا جو کام وہ نہیں چاہتا، وہ دوسروں کی معرفت اس سے منوا لیا جائے کچھ لوگ اس بھول میں بھی رہتے ہیں کہ جو کام جائز یا ناجائز طریقے سے ہو سکتا ہے اس کے لئے خدا کے گرد چکر کاٹنے کی کیا ضرورت، اور اس کے احکام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے انتظار کا کیا فائدہ؟ کیونکہ غرض کام سے ہے نام سے نہیں۔ اگر اس طرح ہمارا کام ہو سکتا ہے تو خدا کا کیا بگڑتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کو نہیں سمجھے کہ ناجائز طریقہ سے جو کام کیا جائے گا، ظاہر ہے وہ ضرور کسی اور کا کچھ بگاڑ کر ہی کیا جائے گا۔

جو کام جائز طریقے سے بھی کیے جائیں چاہیے کہ وہ بھی مثبت طور پر اس بنیاد پر کیے جائیں کہ خدا نے اس کی اجازت دی ہے۔ اس انتساب کی ضرورت اس لئے ہے کہ نسبت، توجہ اور تعلق خاطر کی استواری کے لئے ایک عظیم نفسیاتی رابطہ ہے، اس نسبت میں کمی واقع ہو یا وہ منقسم ہو جائے تو یہ اکسیر بے کار ہو جاتی ہے، خاص کر توحید کے شایان نہیں رہتی۔ اس لئے ہمارے نزدیک جائز امور میں بھی، وحی الٰہی کے امتثال کا احساس اور شعور زندہ اور تابندہ رہنا چاہیے، ورنہ ایمانی اور اخروی نقطۂ نظر سے اس کی حیثیت فعلِ عبث سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہو گی۔

نَزَّلْنَا (ہم نے اتار) اتارنا دو طرح سے ہوتا ہے، بتدریج تھوڑا تھوڑا اور یکبارگی اور اکٹھا اتارنا۔ پہلی صورت تنزیل کی ہے، دوسری صورتِ انزال کی ہے، جس میں دونوں صورتیں آجاتی ہیں، قرآن حکیم کے نزول کی صورت پہلی ہے اور یہ عین حکمتِ الٰہی کے مطابق ہے تاکہ وحی الٰہی اور انسانی طبائع میں سازگاری اور قدرتی ہم آہنگی پیدا ہو، اور انسانی معاشرہ بہ آسانی اس کا متحمل ہو سکے۔

عَبْدِنَا (ہمارا بندہ، محمد ﷺ یہ اضافت تشریفی اور تکریمی ہے، محمد رسول اللہ ﷺ اپنی تمام تر سرفرازیوں، عظمتوں اور رفعتوں کے باوجود خدا کے ہاں سے آپ کو جو سب سے بڑا اعزاز اور عظیم لقب عطا ہوا وہ "عبدہ" (خدا کا بندہ) ہے تاکہ دنیا آپ کی رفعت شان کو دیکھ کر آپ کو کچھ اور نہ بنا ڈالے۔ کلمۂ شہادت، جو اولین شرطِ ایمان ہے، اس میں 'عبدہ ورسولہ' اس کا جزو ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ، اللہ کا بندہ قرب و اختصاص میں جتنا آگے بڑھتا ہے 'عبدہ' کا رنگ پھیکا پڑنے کی بجائے اور گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص بندگی اور عبدیت کے باب میں جتنا راسخ ہوتا ہے، اتنا وہ خدا کا بڑا عبد اور غلام کہلاتا ہے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی بندگی اور عبدیت میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں، اس لئے آپ ساری دنیا سے زیادہ خدا کے عبد اور غلام ہیں۔

مِنْ مِّثْلِه (اس جیسی) حسن انشاء، فصاحت وبلاغت، مطالب کی جامعیت اور احکام وقصص کی معنی خیز حقانیت اور افادیت اور ندرت میں قرآن حکیم اپنی مثال آپ ہے۔ لیکن اس کے باوجود منکرین رسالت کو اس امر پر اصرار تھا کہ یہ کلام خدا نہیں بلکہ محمد بن عبد اللہ کی تصنیف ہے۔ قرآن حکیم نے اس پر ان کو چیلنج کیا کہ اگر یہ کلام خدا نہیں ہے تو ویسا کلام بنا کر پیش کرنا آپ کے لئے بھی ممکن ہو گا۔ سارا قرآن نہ سہی، کوئی سی چھوٹی موٹی سورت جیسی ایک سورت ہی بنا کر لے آئیے! خود نہیں بنا سکتے تو اپنے دوسرے معاونین سے مل کر ہی ایک سورت بنا ڈالیے (**وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللهِ**) بلکہ سارے جہان کے لوگوں کو اپنی مدد کو بلا لاؤ، انسان کیا جنوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر پیش کر سکتے ہو تو ضرور کرو!

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِه وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

وَلَنْ تَفْعَلُوْا (اور تم ہرگز نہیں کر سکو گے) اس کے دو معنی کیے جاتے ہیں! ایک یہ کہ ایسا تم ہرگز نہیں کر سکو گے، دوسرے یہ کہ، تم ایسا ہرگز کرو گے نہیں۔ لیکن صحیح پہلے معنی ہیں، کیونکہ کفار کی اس سلسلے کی کوششیں معروف ہیں۔

اَلْحِجَارَةُ (پتھر) دوزخ کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ ایندھن سے آگ بھڑکتی ہے، سو اس میں جتنے نافرمان انسان اور پتھر پڑیں گے اتنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہی آگ تیز ہوتی جائے گی۔ ان پتھروں سے مراد وہ اصنام ہیں جو گھڑ کر پتھروں سے بناتے اور ان کو پوجتے تھے۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (پ۱۷۔ انبیاء۔ رکوع۷)

"تم اور وہ بت، خدا کے سوا جن کو تم پوجتے تھے، سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔"

پتھروں کے ذریعے آگ تیز ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ جو لوگ ان کو پوجتے تھے، اب ان کا یہ حشر دیکھ کر کڑھیں گے اور حسرت کی آگ میں اور جلیں گے۔

مرزائیوں نے 'الحجارۃ' سے وہ پتھر دل مراد لئے ہیں جو محبتِ الٰہی سے خالی ہیں، مگر ان کے دعوائے نبوت کی طرح، ان کی یہ دریافت بھی سو فی صد غلط ہے، کیونکہ جو الناس یا الانس دوزخ میں جائیں گے یہ وہی تو ہوں گے جن کو خدا سے نفس و طاغوت زیادہ عزیز ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد الگ اس کے ذکر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اُعِدَّتْ (تیار کی گئی ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ: دوزخ کا وجود اب بھی ہے۔ یہ نہیں کہ، کل ضرورت پڑنے پر پیدا کر لی جائے گی۔ لِلْكٰفِرِيْنَ (کافروں کے لئے) سے بھی معلوم ہوا دوزخ کی تخلیق کا اصل محرک اور بنیادی داعیہ کفاروں کا وجود ہے۔ گنہگار مسلمانوں کو جو سزا ملے گی اس کی حیثیت تادیب کی ہوگی۔ بالکل یوں جیسے راہ چلتے۔

بَشِّرْ (خوش خبری دیجئے!) یہ پیامِ بشارت، ان خوش نصیب حضرات کے لئے ہے جو ایمان اور عمل صالح سے آراستہ ہیں۔ ایمان 'مَا جَآءَ بِهِ الرَّسُوْلُ' (جو خدا کے رسول لائے) کو برحق یقین کرنے کا نام ایمان ہے۔ اس کے مطابق زندگی گزارنے کا نام عمل صالح ہے، یا یوں خیال کیجئے کہ یقین کی یہ کیفیت جب تک دل میں رہتی ہے، ایمان کہلاتی ہے، جب پوری زندگی پر وہ چھا جاتی ہے تو اس کو اسلام کہتے ہیں اسلام کے ان بوقلموں مظاہر کا نام 'عمل صالح' ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اخلصه واصوبه وقال ان العمل اذا كان خالصا ولم يكن صوابا لم يقبل واذا كان صوابا ولم يكن خالصا يقبل حتى يكون خالصاً وصواباً، قال والخالص اذا كان لله عزوجل والصواب اذا كان على السنة (شرح اربعين لابن رجب ص۸)

یعنی عمل صالح اور درست رکھ، فرمایا عمل خالص تو ہو لیکن صواب (درست) نہ ہو، قبول نہیں ہوگا، اگر ثواب تو ہو مگر خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ایک خالص بھی ہو اور صواب بھی۔ خالص یہ ہے کہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہو اور صواب (درست) یہ ہے کہ، سنت پر مبنی اور اس کے موافق ہو۔

یہاں بھی عمل صالح سے یہی مراد ہے۔ ایمان لانے کے بعد، یہی مرحلہ سب سے مشکل ترین مرحلہ ہے، زندگی کے تمام شئون اور کیفیات میں اللہ کی رضا اور خوشنودی ملحوظ رہے اور پھر ان کو کتاب و سنت کے مطابق کرنے کی پابندی کی جائے تو 'پیامِ بشارت' کے وہ صحیح مستحق اور اہل ثابت ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ جَنّٰتٍ (ان کے لئے بہشت ہیں) یہاں سے پیامِ بشارت کے اجمال کی تفصیل شروع کی جارہی ہے۔ وہ باغات بہشت کی خوش خبری ہے کہ وہ ان کو نصیب ہوں گے۔

بہشت اور اس کے لوازمات ایسے خوش آئند حقائق ہیں جو ہمارے وہم و گمان سے بالاتر ہیں۔ لیکن ہمارے سمجھانے کے لئے انہیں ہمیں ہماری معروف اور دلچسپ زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ باغات، ان میں نہروں کا جال، پھر انواع و اقسام کے پھلوں کی ارزانی اور پاکیزہ رفیقۂ حیات کی معیت کے وعدے کچھ ایسے معروف اور دل آویز تصورات ہیں جو تھکے ماندے انسانوں کو گرم اور تازہ دم رکھنے کے لئے ہر آن نیا حوصلہ بخشتے ہیں۔

اٰمَنُوْا اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کو مقدم بیان کیا گیا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ: ان کے ایمان اور عمل صالح کا محرک یہ بظاہر حیوانی تقاضائے نہیں ہیں، بلکہ صرف رضائے الٰہی اور امتثالِ احکامِ خداوندی ہے۔ وہ صرف اس لئے نیک عملی کی راہ اختیار کرتے ہیں کہ اللہ میاں کا یہی حکم ہے اور اسی میں اس کی رضا ہے۔ بہر حال اگر خوش ہو کر اللہ تعالیٰ ان پر اپنے ان انعام و اکرام کی بارش بھی کر دے تو اس کے بندے اس کے بھی محتاج تو ہیں ہی۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ: بندۂ مومن اس امر سے کہیں بلند ہے کہ وہ محض ان اشیاء کے حصول کے لئے آدابِ بندگی بجالائے، ان کے لئے اپنی پیشانی رگڑے، سر کٹائے، گھر اور جان لٹائے۔

رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ (جو ہمیں پہلے ملے) وہ یہ بات از راہِ فرطِ مسرت کہیں گے، کیونکہ بہشت کا ہر میوہ اتنا روح پرور ہو گا کہ کھا کر بھی اس کا انتظار رہے گا، جب وہ مل جائے گا تو جھوم کر کہیں گے، یہ لو، وہی شے آگئی! دوسری وجہ یہ ہے کہ ان پھلوں کی حیثیت دنیوی پھلوں جیسی نہیں ہو گی کہ اگر ایک دفعہ کوئی پھل کھا پی لیا جائے تو اس سے دل بھر جائے بلکہ وہ ایک ایسے نشاط آور، لذیذ اور روح پرور پھل ہوں گے کہ جی یہی چاہے گا کہ بس انہیں دیکھتے اور کھاتے ہی رہیں۔

یہ لذت، کیف اور کھانا، بس ہمارے سمجھانے کے لئے ایک اسلوبِ بیان ہے، کیونکہ اس دنیا کی ریت یہاں سے بالکلیہ مختلف ہے۔ رنگ و بو اور مزے سب صورتوں میں مختلف ہیں، وہاں کھانا ہے لیکن یہاں کی طرح کا نہیں، وہاں پھل ہوں گے مگر دنیوی پھلوں اور پھلواریوں جیسے نہیں، بس یوں تصور فرما لیجئے! کہ وہاں وہ کچھ ہو گا جس سے ہر بہشتی وہاں کی دنیا کے مطابق شادکام ہو گا، سکون اور روح پرور نشاط محسوس کرے گا۔

جنت کے پھلوں میں جو تشابہ ہو گا، وہ از قسم جنتی ہو گا، جو بہر حال دنیا کے پھلوں سے جدا ہو گا، جیسے یہاں بھی ہے کہ، ایک علاقے میں جو پھل ہوتا ہے وہ بعض دوسرے علاقے سے مختلف ہوتا ہے، اس لئے ان کا یہ تشابہ اپنا تشابہ ہو گا۔ کچھ بزرگوں کا کہنا ہے کہ یہ پھل ظاہری شکل و صورت میں دنیوی پھلوں جیسے ہوں گے۔ تبھی دیکھتے ہی وہ بول اُٹھیں گے کہ لو! یہ تو وہی پھل آگئے۔ لیکن ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جب جب ملے گا، یہی کچھ ان کو محسوس ہو گا۔ صرف پہلی دفعہ ملنے پر ایسا نہیں کہیں گے (کلما رزقوا منها)

اَزْوَاجٌ (ساتھی، رفیق، شوہر، بیوی) زوج جوڑے کو کہتے ہیں۔ اس جوڑے سے کیا مراد ہے؟ دوست، بیوی یا شوہر؟ یہ سبھی ہو سکتے ہیں، اگر ساتھی اور دوست سے تعبیر کیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔ کیونکہ یہ عام ہے۔

بہترین اور پاکیزہ ساتھی، خدا کی دین اور انعام ہے۔ چونکہ دنیا میں اس کی مانگ ہونے کے باوجود تقریباً تقریباً وہ نایاب ہے۔ اس لئے آخرت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کا اتمام ہو جائے گا کیونکہ انسان کے لئے سب سے بڑی نعمت یہی ہے کہ اچھا ساتھی اور رفیق میسّر ہو جائے۔ وہ دوست ہو یا شوہر یا بیوی۔ بہر حال وہ وجہ سکون ہوتا ہے۔

مولانا عزیز زبیدی

مجوزہ پاکستان اور عملی پاکستان

ایک جائزہ

۱۵ھ، ۶۳۶ء میں مسلم عرب کی حیثیت سے حکم ثقفی نے بمبئی کے مشہور علاقہ 'تھانہ' پر حملہ کیا۔ اس کے بعد 'بھروچ' کا رخ کیا اور اسی دوران حضرت مغیرہؓ نے سندھ کی مشہور بندرگاہ دیول پر چڑھائی کی۔ اور حضرت حکیم بن جبلہؓ نے سرکاری حیثیت میں ہندوستان کے سلسلے میں سروے کیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے ہندوستان کے علاقے فتح ہوتے گئے۔ شروع میں جو فرمانروا تشریف لائے، انہوں نے ملکی انتظام سنبھالنے کے بعد تبلیغ بھی کی اور خوب کی، ہند میں مسلم اکثریت کے علاقے تقریباً تقریباً انہی شمع حق کے پروانوں کی تبلیغ کا نتیجہ ہیں۔

غزنوی، غوری، خلجی، تغلق، سید، لودھی، سوری، بنگالی، جونپوری، ملتانی، کشمیری، خاندیس کے فاروقی، مالوی، گجراتی، بہمنی، نظام شاہی، عادل شاہی، قطب شاہی، عماد شاہی، برید شاہی، ملیباری اور معبر کے بادشاہ اور تیموری خاندان مختلف اوقات میں ہند کے مختلف علاقوں پر قابض رہے اور ایک وقت وہ بھی آیا جب سارا ہندوستان کے قدموں کا غبار ہو رہ گیا، اس پر کئی سو سال حکمران رہنے کے باوجود مجموعی لحاظ سے 'مسلمان اقلیت' میں رہے۔ غور کیجئے ۱۵ھ، ۶۳۶ء سے لے کر ۱۲۷۴ھ، ۱۷۹۷ء تک ہندوستان پر مسلمان کسی نہ کسی درجہ حکمران رہے۔ مگر ان میں اکثریت 'رنگیلے شاہوں' کی تھی، لڑتے مرتے اور دادِ عیش دیتے اور پاتے رہے، ہمیں یقین ہے کہ، خدا ان سے ضرور پوچھے گا کہ تمہیں اقتدار 'اعلاء کلمۃ اللہ' کا فریضہ انجام دینے کے لئے دیا گیا تھا مگر تم نے اپنی خدائی کا ڈنکا بجایا اور پوری ملت اسلامیہ جو معزز تھی محض تمہاری نادانیوں کی وجہ سے اس کو ذلیل و خوار ہو کر اس کوچہ سے نکلنا پڑا۔ تو ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہو گا۔ اور جو حکمران اب انہی پامال راہوں پر چل رہے ہیں ان کا بھی ان شاء اللہ وہی حشر ہو گا جو ان کا ہوا۔

ہند کے مسلمان جن کے متعلق دشمن یہ کہتے رہے:

عزم، تعلیم اور ذہنی صلاحیت کے اعتبار سے مسلمان ہندوؤں سے کہیں زیادہ فائق ہیں اور ہندو ان کے سامنے بالکل طفلِ مکتب معلوم ہوتے ہیں، علاوہ اس کے مسلمانوں میں انتظامی کاموں کی اہلیت بھی زیادہ ہوتی ہے۔" (بغاوت ہند از ٹامس ہرنگٹن)

ہندو مصنفین پر مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے، ان لوگوں سے ہمیں توقع تھی کہ اپنی قوم کے احساسات، توقعات اور معتقدات ہمیں بتائیں گے لیکن وہ اب تک (شاہی) احکام و ہدایات کے مطابق لکھتے ہیں، محرم کو 'محرم شریف' اور قرآن پاک کو 'کلام پاک' کہتے ہیں اور اپنی تحریروں کو 'بسم اللہ' سے شروع کرتے ہیں۔' (تاریخ ہندوستان از سر ہنری ایلٹ)

اب وہی دشمنانِ دین لکھنے لگے کہ:

'ہندوستان کے مسلمان ذلیل ترین امت محمد (ﷺ) سے ہیں اور قرآن کے مسلکوں اور ہندوستان کی بت پرستی سے مل ملا کر ان کا مذہب ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

عجیب مجموعہ بن گیا ہے۔' (روشن مستقبل بحوالہ ایک انگریز مورخ)

یہ وہ حالات تھے، جن سے مصلحین امت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے اور نہ رہے، انہوں نے پھر سے ملت اسلامیہ کے احیاء کی کوشش کی، اس سلسلے میں ان کو مختلف مصائب سے بھی گزرنا پڑا اور پوری استقامت سے گزرے۔ اس دوڑ میں 'جماعتِ مجاہدین' سید اسماعیل شہید اور سید احمد بریلوی رحمہااللہ بھی میدان میں اتر آئے، مگر تقدیر کے سامنے تدبیر نہ چل سکی اور اپنی قوم کی نادانیوں کی وجہ سے ساحل پر پہنچتے پہنچتے یہ ناؤ پھر گردابِ بلا کا شکار ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد مسئلہ یہ رہ گیا کہ کسی طرح پہلے انگریزوں سے گلو خلاصی کرائی جائے، جب یہ تحریک اوج پر پہنچی تو ہندو بولا۔

"اس نے پرانے ڈاکٹروں کی تشخیص کو غلط قرار دے کر یہ بتلایا کہ ہماری سیاسی غلامی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے ہم اپنی اخلاقی، روحانی اور معاشرتی زندگی سے جدا کر سکیں، اس لئے ہماری سیاسی جدوجہد کو معاشرتی، اخلاقی اور روحانی جدوجہد کے ساتھ وابستہ کرنے کی ضرورت ہے (گاندھی)

ایک اور صاحب بولے:

پس اگر ہندوستان کو کبھی آزادی ملے گی تو یہاں ہندوراج ہوگا۔ اگر ہندو قوم میں آئندہ بیداری ہوگی تو نہ صرف ہندوراج قائم ہو جائے گا بلکہ مسلمانوں کی شدھی، افغانستان کی فتح وغیرہ باقی ضروری آورش (نصب العین) بھی پورے ہو جائیں گے (روزنامہ ملاپ لاہور جون ۱۹۲۵ء)

اس پر مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سوچنے لگے کہ اب کیا ہونا چاہئے؟ کچھ لوگوں نے فیصلہ کیا کہ، بس ہمیں الگ وطن مل جائے تاکہ ہندوؤں اور انگریزوں سے خلاصی ہو جائے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ ریاست، اسلامی ریاست بھی ہو؟ اس سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں تھی بلکہ ان کو اسلام کے نام سے چڑ ہی ہوگئی تھی، اور جب کبھی اسلام کا نام زبان پر آیا تو وہ اس وقت بھی اپنے سے باہر ہوئے ہیں جب کہ لا اِلٰہ کی بنیاد پر پاکستان بھی معرضِ وجود میں آگیا۔ چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ:

اگر پاکستان کی آئیڈیالوجی سے مراد ایک اسلامی مملکت کا قیام ہے جیسا کہ بعض لوگ نہایت شدومد اور قسم ویقین کے ساتھ کہتے ہیں تو پھر میں یہ کہوں گا کہ ہمیں کسی اور اسلامی مملکت، مثلاً افغانستان یا ایران کے اندر مدغم ہو جانا چاہئے۔

اس کے مقابل ایک گروہ تھا جس نے اعلان کیا کہ، مسلم الگ ایک قوم ہے، جس کی اپنی روایات، تہذیب اور اصول ہیں جن کا سرچشمہ قرآن ہے، اور یہی اقدار ان کو متحد بھی رکھ سکتی ہیں، علامہ اقبالؒ نے کہا۔

میری آرزو ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان کو ملا کر ایک واحد ریاست قائم کی جائے ہندوستان کو حکومت خود اختیاری زیر سایہ برطانیہ ملے یا اس سے باہر۔ کچھ بھی ہو، مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ شمال مغربی ہندوستان میں ایک متحدہ اسلامی ریاست کا قیام کم از کم اسی علاقہ کے مسلمانوں کے مقدر میں لکھا جاچکا ہے (خطبہ الٰہ آباد)

"اگر آج آپ اپنے تمام تصورات اور تخیلات کو اسلام اور صرف اسلام کے نقطۂ ماسکہ پر مرکوز کر دیں اور زندہ و پائندہ اور قائم ودائم نظریۂ حیات سے جو وہ پیش کرتا ہے، نورِ بصیرت حاصل کریں تو اس سے آپ اپنی منتشرہ قوتوں کو پھر سے مجتمع اور گم گشتہ مرکزیت کو از سرِ نو حاصل کر لیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

اور یوں اپنے آپ کو تباہی اور بربادی کے مہیب جہنم سے بچا لیں گے (علامہ اقبال۔خطبہ الہٰ آباد)

نہرو کو اپنے ایک مکتوب کے ذریعے مطلع کیا کہ:

'میں صرف ہندوستان اور اسلام کی فلاح وبہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی مملکت کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔'

مولانا حسین احمد مدنی کو تحریر فرمایا کہ:

اسلام ہیئتِ اجتماعیہ انسانیہ کے اصول کی حیثیت سے کوئی لچک اپنے اندر نہیں رکھتا اور ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کے کسی اور آئین سے کسی قسم کا راضی نامہ یا سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں بلکہ اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ ہر دستور جو غیر اسلامی ہو، نامقبول ومردود ہے۔

علامہ اقبال کے اسی مجوزہ پاکستان کی تخلیق کے لئے جناب محمد علی جناح مرحوم اُٹھے اور لے کر آپ کے حوالے کیا، یہاں پر ہم اس سلسلے میں بانیٔ پاکستان مرحوم کے رفقاء اور خود ان کے اپنے ارشادات کے کچھ اقتباسات آپ کے سامنے رکھتے ہیں، تاکہ پاکستان اور اہلِ پاکستان کے سمجھنے میں آپ کو مدد مل سکے۔

قائد ملت نواب بہادر یار جنگ مرحوم نے کراچی (۱۹۴۳ء) میں پاکستان کی ماہیت بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

"اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہم پاکستان صرف اس لئے نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کے لئے ایک ایسی جگہ حاصل کر لیں، جہاں وہ شیطان کے آلہ کار بن کر ان 'دساتیر کافرانہ" پر عمل کریں جس پر آج ساری دنیا کاربند ہے، اگر پاکستان کا یہی مقصد ہے تو کم از کم میں ایسے پاکستان کا حامی نہیں ہوں۔ ہمارے تصور کے مطابق مجوزہ پاکستان ایک انقلاب ہو گا، اس کا قیام ملت کی نشاۃ ثانیہ کا موجب ہو گا، یہ ایک حیات نو ہو گی جس میں فراموش کردہ تصورات اسلامی ایک مرتبہ پھر روبہ عمل لائے جائیں گے۔ ہندوستان کی سرزمین میں حیاتِ اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گی۔"

مسلم لیگ کا یہ آخری اجلاس تھا، اس میں بانیٔ پاکستان جناب محمد علی جناح مرحوم بھی موجود تھے۔ اس میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے نواب صاحب نے کہا کہ:

قائد اعظم! پاکستان کے متعلق میرا اپنا تصور یہ ہے، اگر آپ کا پاکستان یہ نہیں ہے تو ہمیں کسی پاکستان کی حاجت نہیں ہے۔

اس پر بانیٔ پاکستان مرحوم مسکرائے اور فرمایا:

"آپ مجھے قبل از وقت چیلنج کیوں دیتے ہیں؟" اس پر نواب صاحب نے فرمایا۔

"میں آپ کو چیلنج نہیں کر رہا ہوں، میں اس استفسار کے ذریعے آپ کے عوام کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ آپ کے پیش نظر وہی پاکستان ہے جس کا اجمالی تصور پیش کیا گیا ہے۔ برادرانِ ملت! یاد رکھیے کہ پلاننگ کمیٹی آپ کے لئے جو دستور وسیاسی نظام مرتب کرے گی اس کی بنیادیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہوں گی، سن لیجئے! اور آگاہ ہو جایئے! کہ جس سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر نہیں ہے وہ شیطانی سیاست ہے اور ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔"

اس تقریر کے آخر میں جو بانیٔ پاکستان کی موجودگی میں کی جا رہی تھی، فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب خصوصیت کے ساتھ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا مطالبہ کر کے آپ ایک ایسا ملک چاہتے ہیں جس میں پاک لوگ بستے ہوں، جو خیالات کے لحاظ سے، افکار کے لحاظ سے اور اعمال کے لحاظ سے پاک ہوں، میرے دوست! جسمانی ناپاکی دور ہو سکتی ہے لیکن ذہن و فکر اور قول و عمل کی ناپاکی وہ گندگی ہے جس کو دور کرنے کے لئے خدا نے انبیاء جیسی ہستیاں پیدا کیں، ناپاکیوں میں آلودہ ہو کر، جھوٹ کو اپنا شعار بنا کر، مکر و فریب میں مبتلا رہ کر، ظلم و استبداد کو جاری رکھ کر کیا اپنی پاکبازی اور پاک دامنی کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ ان گندگیوں سے آلودگی کے باوجود اگر ہمیں ہندوستان کے دونوں شمالی گوشوں میں خوش مختار حکومت بھی حاصل ہو جائے تو وہ پاکستانی کہلانے کی مستحق ہو سکے گی؟"

نواب بہادر یار جنگ بانیٔ پاکستان کے خصوصی احباب اور معاونین اور پاکستان کے عظیم داعیوں میں سے ایک تھے، ہم چاہتے ہیں کہ اس فرصت میں خود جناح علیہ الرحمۃ کے ارشادات کی روشنی میں یہ جائزہ لیں کہ ان کے سامنے جو پاکستان تھا، اس کے خدوخال کیا تھے۔ ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء میں مرحوم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

معاشی احیاء ہو یا سیاسی آزادی اسے آخر الامر زندگی کے کسی گہرے مفہوم پر مبنی ہونا چاہئے اور مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ ہمارے نزدیک، زندگی کا وہ گہرا مفہوم اسلام اور روح اسلام ہے۔' (تقاریر ص ۱۰۸،۱)

مارچ ۱۹۴۴ء کو فرمایا:

ہماری کشتی کا لنگر اور ہماری عمارت کی بنیاد اسلام ہے۔" (ص ۸۹ / ۲)

۱۹۴۵ء میں ایک موقعہ پر کہا:

یاد رکھیے! اسلام صرف روحانی احکام و نظریات یا مذہبی رسوم و مراسم کا نام نہیں۔ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو اسلامی معاشرہ کے ہر گوشے کو محیط ہے۔ خواہ اس کا تعلق انفرادی زندگی سے ہو اور خواہ حیات اجتماعیہ سے۔" (تقاریر ص ۳۰۱،۲)

۲۱ نومبر ۴۵ء کو فرنٹیئر مسلم لیگ کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"مسلمان اس لئے پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں کہ اس مملکت میں وہ اپنے ضابطۂ زندگی، اپنے ثقافتی نشوونما اور روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ (ایضاً ص ۲، ۳۳۳)

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"پاکستان کا مطالبہ اب کروڑوں مسلمانوں کے نزدیک جزو ایمان بن چکا ہے۔ یہ اب ایک نعرہ نہیں رہا۔ مسلمانوں نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ ان کی حفاظت، نجات اور مقدر کا واحد ذریعہ پاکستان ہے۔ وہ پاکستان کہ جب وہ وجود میں آگیا تو ساری دنیا میں یہ آواز اُٹھے گی کہ ہاں! اب ایک ایسی مسلم سٹیٹ کا قیام عمل میں آگیا ہے جو اسلام کے ماضی کی درخشندہ عظمت و شوکت کا احیاء کرے گی۔" (تقاریر ص ۸۵،۲)

کچھ طلباء نے آپ سے ایک پیغام کے لئے کہا تو فرمایا:

"تم نے مجھ سے کہا ہے کہ میں تمہیں کوئی پیغام دوں جب کہ ہمارے پاس پہلے ہی ایک عظیم پیغام موجود ہے جو ہماری رہنمائی اور بصیرت افروزی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کے لئے کافی ہے، وہ پیغام ہے خدا کی کتابِ عظیم، قرآن کریم (ایضاً ص ۱،۵۱۶)

وحدت ملی کی اساس کیا ہونی چاہئے جس سے یہ مستحکم ہو تو فرمایا:

'وہ بندھن، وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب عظیم، قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگ بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ وحدت پیدا ہوتی جائے گی۔ ایک خدا، ایک کتاب، ایک رسول فلہٰذا ایک قوم' (ایضاص ۲،۵۰)

۴۵ء میں ایک پیغام عید کے سلسلے میں کہا کہ:

'اس حقیقت سے سوائے جہلا کے ہر شخص واقف ہے کہ قرآن مسلمانوں کا بنیادی ضابطہ زندگی ہے جو معاشرت، مذہب، تجارت، عدالت، فوج، دیوانی، فوجداری اور تعزیرات کے ضوابط کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے، مذہبی رسوم ہوں یا روز مرہ کے معمولات، روح کی نجات کا سوال ہو یا بدن کی صفائی کا، اجتماعی حقوق کا سوال ہو یا انفرادی واجبات کا، عام اخلاقیات ہوں یا جرائم دنیاوی، سزا کا سوال ہو یا آخرت کے مواخذہ کا، ان سب کے لئے اس میں قوانین موجود ہیں۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ہر مسلمان قرآن کریم کا نسخہ اپنے پاس رکھے اور اسی طرح اپنا مذہبی پیشوا آپ بن جائے۔ (طلوع اسلام بحوالہ تقاریر)

پاکستان کے سلسلے کی یہ طویل تصریحات صرف اس لئے نقل کی گئی ہیں تاکہ پاکستانیوں کو 'پاکستان' سمجھ میں آجائے۔ یہ سطور بھی ہم ۱۴ اگست کے مشاہدات کے بعد ۱۵ اگست کو تحریر کر رہے ہیں، اور صرف اس خیال سے کہ ۱۴ اگست اتمام پاکستان کا دن ہے، شاید آج کے دن وہ ہم بدنصیبوں کو نظر آجائے۔

لیکن افسوس! اس کو جس پہلو سے بھی آپ دیکھنے کی کوشش کریں گے، آپ کو سخت مایوسی ہو گی، شروع سے لے کر اب تک جتنے اربابِ اقتدار آئے۔ "ننگ پاکستان" ہی آئے، الا ماشاءاللہ! اربابِ اقتدار کے اس معنوی بانجھ پن کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ معدودے چند بزرگوں کے سوا ان میں ان کے جو 'داشتہ مولانا یا مولوی' تھے، وہ اپنے حلقہ میں بھی بدترین خلائق تھے، انہوں نے ضمیر اور قرآن فروشی کے ہٹ کھولے رکھے، محض چند روزہ مفادِ عاجلہ کے لئے سیاست بازوں کی کاسہ لیسی کر کے اپنا پیٹ پالتے اور آخرت سیاہ کرتے رہے۔ اور ہیں:

۱۴ اگست منایا گیا، کبڈی کھیل کر، تاش کی بازی لا کر، شراب و کباب اڑا کر، اللہ کے قرآن اور رسول کی سنت کا منہ چڑا کر، فلمی شو دیکھ کر، رقص و سرود کی محفلیں جما کر۔ الغرض: اس دن ہر وہ کام کیا جس سے پاکستان کی معنوی عصمت کی نفی ہوتی ہے۔

دعائیں مانگیں غریبوں نے، پرانے وقتوں کے نمازیوں نے، ان کی ناکردیاں دیکھ دیکھ کر دل جلے تو بزرگوں کے، تڑپے تو علمائے حق، روئے تو خدا دوست، آہ وزاری کی تو سچے پاکستان کے دیوانوں نے۔

جمہوریت کشوں نے جمہوریت کے پیام دیئے، روحانیات کے قاتلوں نے، اسلام کے درس دیئے، خدا سے برگشتہ لوگوں نے خوفِ خدا کی رٹ لگائی، ملت فروشوں نے، ملت اسلامیہ کی خدمت کے نعرے بلند کیے، انواع و اقسام کی نعمتوں میں جھولنے والوں نے، غریبوں کی غریبی پر مگرمچھ والے ٹسوے بہائے۔ انا للہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

بہر حال دنیا کہتی ہے کہ ۱۴ اگست یومِ آزادی ہے۔ مگر ہمیں وہ پاکستان کہیں نظر نہیں آتا۔ اس کی معاشیات سوشلزم، ان کی سیاست جمہوریت کش جمہوریت، ان کا ایمان کرسی، ان کا اوڑھنا بچھونا، اغراض سفلی، دھونس، دھاندلی اور مکروفریب۔

علمائے حق کا ایک گروہ رہ گیا ہے، لیکن افسوس! ان کو بھی شکار کرنے کے لئے انہوں نے نام نہاد مولانا قسم کے لوگوں کو 'سیاسی داشتہ' کے طور پر رکھ کر خطرات پیدا کر دیئے ہیں۔ سخت جان علماء کے سوا دوسروں کا بس خدا ہی حافظ ہے۔

ہم قوم سے اپیل کرتے ہیں کہ علامہ اقبال اور محمد علی جناح نے جس پاکستان کی امانت ان کے سپرد کی تھی اس کے لٹیروں کے خلاف سینہ سپر ہوں۔ خود اس کی حفاظت کریں اور دوسروں سے بھی کرائیں۔

ایم۔اے رحمان منڈی بہاء الدین

مذہب اور سائنس

موجودہ زمانے کو سائنس کا زمانہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔اس صدی میں سائنس کے جو حیرت انگیز انکشافات ہوئے ہیں ان سے حضرت انسان کی آنکھیں خیرہ ہوگئی ہیں۔سائنس کی یہ ترقی ذہین اور زرخیز دماغوں کی مرہونِ منت ہے۔یہ لوگ علم و دانش میں اپنی مثال آپ تھے لیکن شاید انہیں یہ علم نہیں تھا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کی جانے والی یہ کوششیں ایک دن انسانیت کے لئے وبالِ جان بھی بن جائیں گی۔یہ حقیقت کتنی تکلیف دہ ہے کہ سائنس انسانیت کے لئے موجبِ رحمت بننے کے ساتھ ساتھ اس کے لئے ہلاکت کا سامان بھی لے کر آئی ہے۔نوکلیر Nuclear سائنس کی بے پناہ ترقی انسانیت کے لئے ایک مہلک خطرہ بن چکی ہے ایٹمی توانائی (Atomic Energy) تعمیری کاموں کی بجائے زیادہ تر تخریبی سرگرمیوں میں استعمال ہو رہی ہے۔سائنسدان تجربہ گاہوں میں بیٹھے جہاں انسانی دکھوں کا مداوا تلاش کر رہے ہیں وہاں وہ اسے اذیت ناک موت سے دوچار کرنے کے سامان بھی تیار کر رہے ہیں۔سائنسدانوں نے زندگی کو جتنا حسین،سبک اور خوشگوار بنانے کی کوشش کی ہے وہ اتنی ہی پژمردہ اور مضمحل ہوتی چلی گئی ہے۔جسم کے خدوخال یقیناً تیکھے اور دلکش نظر آنے لگے ہیں لیکن روح زخموں کی تاب نہ لا کر بلبلا اُٹھی ہے۔فاصلے سمٹتے اور دل دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔انسانی شخصیت کا شیرازہ بکھرتا چلا جا رہا ہے۔عقل کی بھول بھلیاں میں بھٹک کر انسان خود سراغِ گم گشتہ بن گیا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ اس کا جواب ہمارا مادہ پرستانہ نظریہ حیات ہے۔مادہ پرستی نے انسان کو دولت تو بخش دی لیکن دولت کی یہ فراوانی روح کی آسودگی نہیں دے سکی۔وہ مادیت کی دلدل میں پھنس کر روح کی آسودگی کو ترس رہا ہے اور اگر روح آسودہ نہ ہو تو سب کچھ ہوتے ہوئے بھی انسان اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا ہے۔زندگی کی الجھنوں نے دماغ کو شل کر کے رکھ دیا ہے۔کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اپنے ذہنوں میں فکری انتشار اور ذہنی پریشانیوں کے اژدہے لئے ہوئے ہیں۔ان اژدھوں کی پھنکاریں کاروبارِ حیات کو درہم برہم کیے ہوئے ہیں۔کبھی کبھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے انسانی ڈرامے کا ڈراپ سین ہونے والا ہے۔

اگر ہم حقائق کی نظر سے دیکھیں تو ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ انسانی روح جس خلفشار اور کرب میں مبتلا ہے اس کا مداوا سوائے مذہب کے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔مادیت پرستی خود غرضی کو جنم دیتی ہے اور یہی خود غرضی انسان کی موجودہ ذہنی کش مکش کا باعث ہے۔فرانس کا ملحد فلسفی رینان Renon اپنی ایک کتاب 'The History of Religions' میں خود اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ مادیت ایک فریب اور دھوکہ کے سوا کچھ نہیں۔لہٰذا ہمیں لا محالہ مذہب کی اہمیت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر موجودہ زمانے تک کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مذہب ہی ایک ایسی فعّال قوت ہے جو انسانیت کی ترقی اور فلاح کی علمبردار ہے۔قرآن کریم میں ایسی بیشتر اقوام کا ذکر ملتا ہے جو تہذیب و تمدن میں اپنی مثال آپ تھیں لیکن جب بھی انہوں نے اپنی عقل کو لا محدود اور اپنی بصیرت کو بڑا جان کر مذہب کی مسلمہ اہمیت سے انکار کیا تو وہ فکر و نظر کی تاریکیوں میں بھٹک کر رہ گئیں۔اگر ہم گزشتہ اقوام کے عروج وزوال کے فکری اسباب پر غور کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

توہم دیکھیں گے کہ ہر تہذیب اور معاشرے کو اپنی ابتداء سے انتہاء تک تین مرحلوں سے گزرنا پڑا۔ ابتدائی زمانہ۔ کمالِ عروج کا زمانہ اور اس کے بعد زوال۔ اپنے ابتدائی عروج کے زمانہ میں وہ تہذیب اس نظریے کی حامل رہی کہ یہ کائنات ایک ارادے اور ایک شعور کا کرشمہ ہوئی ہے اور ارتقاء کا عمل ایک منظم طریق سے ہو رہا ہے۔ زندگی ایک شرارہ ہے جو اس کائنات کے ربّ اور الٰہ کی طرف سے جب مادے کو ودیعت کیا جاتا ہے تو اس میں ایسی صلاحیتیں اُبھر آتی ہیں جو مادے کے اپنے خواص نہیں ہیں۔ انسان محض ایک ترقی یافتہ حیوان (Social Animal) نہیں ہے بلکہ اسے اخلاقی حس اور خیر وشر کی تمیز کی صلاحیت عطا کر کے اسے اس کے خالق نے اپنی خلافت و نیابت کے لئے مامور کر دیا ہے۔ اب اس کا مقصدِ وجود ربّ کائنات اور رب الناس کی رضا کے مطابق زندگی کی تعمیر کرنا ہے اور یہ اس کے لئے پوری طرح ذمہ دار اور جواب دِہ ہے۔

اس نظریے کی رو سے وہ قوم مادے کی تسخیر اور اس کو انسانی صورتوں کے لئے استعمال کرنے کے طریقے دریافت کرتی ہے۔ وہ زندگی کی پوری وسعتوں سے آگاہ ہو کر ارتقائے حیات کی شاہراہ پر گامزن ہو جاتی ہے۔ ابتداء میں وہ قوم مذہب کو ایک عقیدے کی شکل دے دیتی ہے لیکن شاہراہِ ارتقاء پر ایک موڑ ایسا آتا ہے، جب نہ صرف مذہب کو عقیدے کے طور پر تسلیم کر لیا جاتا ہے بلکہ عقلی طور پر اس کی حقانیت بھی پہچانی جاتی ہے اور اس کے آخری سر چشمہ اور مصدر کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مذہب کی اس ترتیب و تشکیل میں کائنات کے نظم و ضبط میں منطقی طور پر خدا کو ایک مخصوص درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ دور اس قوم کے کمالِ عروج کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس دور میں ایمان و ایقان کی بنیادوں پر تہذیب کی عمارت اور زیادہ پختہ اور مستحکم ہو جاتی ہے۔

کائنات کے نظم و ضبط میں جب عقلی طور پر خدا کو ایک مخصوص درجہ حاصل ہو جاتا ہے تو انسان اس کی حقیقت پانے کے لئے بے چین ہو جاتا ہے لیکن اس کے لئے بھی وہ عقلیت کا راستہ اختیار کرتا ہے حالانکہ حقیقت کو پانے کے لئے عقلیت کا راستہ کامیاب راستہ نہیں، مذہب ہی کا راستہ اس کے لئے موزوں ہے۔ عقلیت کا استعمال سائنس یا علم کے لئے کسی بہت بڑے خطرے کا باعث نہیں ہوتا۔ سائنس کا محل عقلیت کے فریب کی بنیاد پر بھی کھڑا رہ سکتا ہے۔ مگر مذہب میں ایسا نہیں ہو سکتا لہٰذا یہیں سے اس قوم کا فکری اور ذہنی بگاڑ شروع ہو جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ زندگی اور کائنات کے بارے میں اس کا زاویۂ نگاہ بدلنے لگتا ہے۔ انسان اپنی عقل کو غیر محدود اور اپنے علم کو یقینی اور قطعی تصور کر لیتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کائنات اور اس کے مظاہر کے بارے میں ابتدائی تصورات سے گریز کا رجحان شروع ہو جاتا ہے اور وہ اپنا ایک علیحدہ طرزِ زندگی (Code of Life) تصنیف کر لیتی ہے۔ اس قوم کے ذہنوں میں آہستہ آہستہ یہ نظریہ جڑ پکڑنے لگتا ہے کہ یہ کائنات اپنے پیچھے کوئی ارادہ، کوئی شعور، کوئی منصوبہ اور کوئی اقتدار نہیں رکھتی۔ یہ کائنات مادے کا ایک ظہور ہے اور اس میں جو کچھ ہو رہا ہے ایک حادثے کے طور پر ہو رہا ہے۔ یہاں زندگی بھی مادے کے ایک تقاضے کی حیثیت سے خود بخود نمودار ہو گئی ہے اس زندگی نے جس طرح اور بہت سے پیکر اختیار کیے ہیں ایک پیکر وہ بھی اختیار کر لیا جس کا نام انسان پایا۔ انسان کا مقصدِ زندگی اپنی خواہشات کی تکمیل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

ایمان و ایقان کی جگہ مجرد عقلیت پسندی اور الحاد کے اس نظریے پر کھڑی ہونے والی تہذیب دنیا کے لئے فساد کا باعث بن جاتی ہے اور قوم اخلاقی انحطاط کے راستے پر گامزن ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آج کا موجودہ انسان بھی اپنے ملحد نظریات کی وجہ سے ایک مہلک ابتلاء میں پھنسا ہوا ہے۔ موجودہ یورپ کا عام فرد عقلیت کے فریب میں گھرا ہوا ہونے کی وجہ سے زندگی کی روحانیت سے واقف نہیں۔ اس کے خیالات کی کی دنیا میں ایک شدید کش مکش برپا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائنس کے نظریہ ارتقاء نے اسلام کی دنیا میں جہاں رومی کے اس تخیل کو پیدا کیا کہ انسان کے لئے حیاتیاتی اور نفسیاتی لحاظ سے ایک بہت وسیع اور ہمیشہ بڑھنے والا مستقبل ہے جسے حاصل کرنے کے لئے اسے جدوجہد کرنی چاہئے وہیں اسی نظریہ ارتقاء نے یورپ میں یہ تخیل پیدا کیا کہ انسان کے لئے اس کی موجودہ حالت ہی سب کچھ ہے گویا ایک ہی نظریے نے اسلام کے مفکر کو مستقبل کے یقین اور اطمینان سے نواز کر رجائیت پسند بنادیا اور یورپ کے مفکرین کو اس یقین سے محروم کرکے ان میں قنوطیت پیدا کی۔ چنانچہ یورپ کے مفکر نے جب زندگی کو مادے تک محدود سمجھ لیا اور اسی میں اٹک کر رہ گیا تو وہ خود غرضی، ہوسِ زر اور مادی فوائد جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو گیا جنہوں نے اس کے دل میں زندگی کے اعلیٰ مقاصد سے نفرت اور خود زندگی سے بیزاری پیدا کردی۔

چونکہ ہمارا مغربی تعلیم یافتہ طبقہ مذہب کی گہرائیوں سے واقف نہیں تھا لہٰذا یورپ کے سائنسی فلسفے نے جس کی بنیاد سراسر مادہ پر مبنی ہے اور جس میں مذہب کے خلاف شدید نفرت موجود ہے، اسے خاص طور پر متاثر کیا، لہٰذا اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ مذہب سے انسان کے قومی، معاشرتی اور اقتصادی مسائل پوری طرح حل نہیں ہوسکتے اور یہ کہ مذہب ایک فرسودہ چیز ہے جو سائنسی اور انسانی ارتقاء کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے چنانچہ اس تصور کے طبعی نتیجے میں مادہ پرستوں کی طرف سے مذہب کے حامیوں کو بے عقلی، جمود، رجعت پسندی اور تنگ نظری کے طعنے پوری بے تکلفی اور تسلسل کے ساتھ عنایت کیے جاتے ہیں لیکن اگر مرعوبیت سے دامن بچا کر غور کیا جائے تو یہ تصور بجائے خود بے دانشی او عقل دشمنی کا شاہکار ہے اس کے پیچھے کوئی ٹھوس اور سائنٹیفک استدلال نہیں بلکہ اس کا سارا زور وشور آدمی کی ان نفسانی خواہشات اور جسمانی داعیات کے اُبال سے عبارت ہے جس پر کسی بھی قسم کی پابندی اور قید وبند اور ذمہ داری کا کوئی بوجھ آج کا وہ انسان (جسے انسان کہنا بھی انسانیت کی وہین ہے) پسند نہیں کرتا جسے مادہ پرستانہ افکار نے تمام اخلاقی و انسانی قدروں سے کاٹ دیا ہو۔ وہ گوناگوں عوامل کے تحت جس ظاہر پرستی کا غلام بن جاتا ہے وہی اسے اس بات پر اکساتی ہے کہ مذہب کو تردید و تحقیر کا نشانہ بنائے اور مذہب کے علمبرداروں کو عقل و تدبر سے محروم قرار دے کیوں کہ مذہب اسے وہ لانہایت اور لامحدود آزادی عطا نہیں کرتا جس کے سایۂ عاطفت میں اس کے بھڑکے ہوئے جذبات، مچلتی ہوئی خواہشات اور بے کراں حرص وہوس کو کھل کھیلنے کے مواقع میسر آسکیں بقولِ سید کرامت حسین جعفری 'چاہے پرانے ادوار کا مطالعہ کیا جائے چاہے دورِ حاضر کا، جن معاشروں میں جب کبھی خدا کا اعتماد ختم ہو گیا ان میں نفسیاتی اور اخلاقی دونوں طرح کی خرابیاں زیادہ پھیلی ہیں۔ دوسری طرف آپ گہرائی میں جائیں تو یہ دیکھیں گے کہ ہر وہ فرد جس پر غلط خواہشات کا دباؤ زیادہ بڑھ جاتا ہے اور وہ لازماً انہیں پورا کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے راستے سے ضمیر کی رکاوٹ ہٹانے کے لئے خدا کا انکار کر دیتا ہے یا اس کے تصور میں تحریف کر دیتا ہے۔ آپ اپنی زندگی میں ایسے جتنے لوگوں کا مشاہدہ کر چکے ہوں ان سب کا تصور ذہن میں تازہ کر کے دیکھ لیجئے کہ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ ٹھیک یہی حال قوموں اور معاشروں کا ہے۔ وہ جب اخلاقی لحاظ سے غلط راستوں کو پسند کر لیتی ہیں تو پھر ضمیر کی کشمکش سے نجات پا کر کھلی پیش قدمی کرنے کے لئے تصورِ خدا سے نجات حاصل کرتی ہیں۔ تمام ملحد اقوام اخلاقی بحران سے دوچار ہو کر رہتی ہیں۔ وہ یا تو کھلم کھلا الحاد کی علمبردار

ہوتی ہیں یا خدا کا ایسا تصور اختیار کرتی ہیں جو ان کی من مانی زندگی میں خلل انداز ہونے والا نہ ہو۔

اس ساری بحث سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ سائنس کی ملحدانہ ترقی انسانیت کے لئے فساد کا باعث بن جاتی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ مذہب اور سائنس کو پہلو بہ پہلو چلایا جائے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا ایسا مذہب ہے جو سائنس کے ہم پہلو ہو کر چل سکے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ موجودہ مذاہب میں سے کوئی بھی تو اس قابل نہیں کہ اس کے سامنے ٹھہر سکے۔ اگر کوئی مذہب ٹھہر سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام ہی ہے کیونکہ جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ سائنسی نظریہ ارتقاء نے اسلام کے مفکر کو مستقبل کے یقین اور اطمینان کی دولت سے مالا مال کر کے جہاں اسے رجائیت پسند بنایا وہیں یورپ کے مفکر کو اس دولت سے محروم کر کے قنوطیت پسند بنایا۔ لہٰذا ہم بلا جھجک یہ کہتے ہیں کہ صرف اسلام ہی ایسی خوبی رکھتا ہے کہ یہ سائنس کے دوش بدوش چل کر کاروان انسانیت کا جادۂ ارتقاء پر آگے بڑھانے میں مدد و معاون ثابت ہو سکے۔

سائنس نے کائنات کے ایک بڑے حصے کو مسخر کر دیا ہے لیکن انسان اس تسخیر کائنات سے کیا کام لیتا ہے؟ اس کا تعین فکری ضابطے اور اخلاقی رویے کریں گے اور یہ ضابطے اور رویے سب سے بہتر صورت میں اسلام کے پاس ہیں۔

کائنات کی ساری ماڈرن تھیوریاں (Modern Theories) ایک نہایت ہی چھوٹے اور نہ دکھائی دینے والے ذرے پر مبنی ہیں جسے الیکٹرون (Electron) کہتے ہیں۔ الیکٹران کیا ہے؟ کوئی سائنسدان کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ۔ چنانچہ ایک ذرہ بھر مفروضے پر تکیہ کر کے جس کی ہیئت نامعلوم ہے۔ سائنسدان کل کائنات کا سفر کر رہے ہیں۔ سائنس کی بنیاد عقل پر ہونے کے باوجود اگر سائنسدان ایسا کر سکتے ہیں تو کیا انسان ایک ایسا مفروضہ اپنی روح کے آرام، اپنی سائیکی Psyche کی بقا اور اپنے شعور کی جلا کے لئے نہیں کر سکتا جس کا آرام کلی طور پر انسان کی اپنی ذات ہی کو ہو؟ اور وہ مفروضہ کیا ہے؟ یہی کہ 'خدا ہے' اگر انسان آج سے اس مفروضے پر زندگی بسر کرنا شروع کر دے تو اس کے لئے اس سے زیادہ اور کسی مفروضے کی ضرورت نہ ہو گی۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتا ہے تو وہ عقل کا اندھا ہے۔ خدا کے وجود سے انکار عقل کی بدولت نہیں ہو سکتا۔ ہم خدا کے وجود سے انکار اسی وقت کر سکتے ہیں جب ہم نے کائنات کا ایک ایک کونہ چھان لیا ہو اور ہمیں کہیں بھی خدا نظر نہ آیا ہو۔ اب یہ دعویٰ کون کو سکتا ہے؟ اور جو کرتا ہے عقل اس کے دعوے کو تسلیم نہیں کرے گی۔ بیسویں صدی کے سائنسدان جس قدر حقیقتوں کے قریب پہنچتے جا رہے ہیں، اسی قدر خدا کے وجود پر ایمان لے آئے ہیں۔ اب الحاد ایک سائنسی حقیقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ ہربرٹ ہوور کہتا ہے:

”جوں جوں سائنس میں ترقی ہوئی ہے، ایک خاص گروہ زور پکڑتا گیا۔ اس فرقے میں دہریہ فلسفی شامل ہیں جو کہتے ہیں، خدا جیسی موہوم ہستی کا ادراک محال ہے۔ یہ لوگ ہر وقت بحث مباحثے میں مصروف رہتے ہیں کہ مذہب اور سائنس دو متضاد چیزیں ہیں۔ ان کا سخت مقابلہ ہے جس میں فتح سائنس کی ہو گی۔ میں یہ ہرگز نہیں مانتا۔ میرا عقیدہ ہے کہ مذہب نہ صرف فتح یاب ہو گا بلکہ انسان کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ فتح یاب ہو۔ دیکھا جائے تو تمام مذاہب کی بنیاد ایک ہی ہے۔ سائنس میں جو انکشافات ہوئے ہیں۔ ان سے ثابت ہو چکا ہے کہ فضا کے تاروں سے لے کر ایٹم تک ساری کائنات چند اٹل قوانین کے زیرِ تسلط ہے اور ایک زبردست قوت موجود ہے جس نے یہ قانون بنائے ہیں۔ انسان کو جانوروں سے بلند کر کے اشرف المخلوقات کا رتبہ بخشا گیا۔ اس فرق کو نمایاں کرنے کے لئے انسان کو وہ اعلیٰ جوہر عطا ہوا ہے جس سے ضمیر، روحانیت اور تصوّریت پیدا ہوئی۔ ان ملکوتی جذبوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کے ہوتے ہوئے بھلا اس قادر مطلق کے وجود سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے۔ جس کا لمس ہر جگہ محسوس ہو رہا ہے۔ جس کی کارکردگی کائنات کی ہر چیز سے عیاں ہے۔

یہ دہریے انسانی ترقی و بہبود کو مادیت کے پیمانے سے ناپنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے اگر ٹھوس مادیت ہی سب کچھ ہے تو انسان کے دل میں ایمان اور روحانیت کے جذبے کس طرح آئے؟ بلند اخلاقی، صاف دلی اور نیک نیتی کی خواہش کیسے پیدا ہوئی؟ یہ سب خوبیاں جن پر تعمیر و اصلاح کی اساس رکھی گئی ہے۔ خود بخود کہاں سے آ گئیں۔

زندہ اور ترقی پذیر قومیں خدا پر اعتماد رکھتی ہیں۔ اس کی ہستی سے منکر ہونا اور ایمان کی کمی انحطاط پذیر قوموں کی نشانیاں ہیں۔

اس ساری بحث سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جس طرح سائنس ترقی کرتے ہوئے منزل بہ منزل مادی فطرت کی نقاب کشائی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اسی طرح مذہب بھی عروج و ارتقاء کی منزلیں طے کر سکتا ہے لیکن یہ عروج وارتقاء سے یقیناً مختلف ہو گا۔ سائنس جس حقیقت کی تلاش میں ہے اس حقیقت کو مذہب نے پا لیا ہے۔ اسلام نے علی الاعلان یہ دعوےٰ کیا ہے کہ خدا کی ہستی ایک اور وحدانیت کی جس طرح تشریح و توجیہ کی ہے وہ ایسی جامع اور اکمل ہے کہ فلسفہ اور سائنس اس کا ابطال نہیں کر سکتے۔ اَن دیکھے خدائے واحد کی ہستی جس کو اسلام پیش کرتا ہے۔ اس کا مقصد بنی نوع انسان کو طبیعی پابندیوں اور حیاتی کائنات سے آزادی بخشنا ہے۔ خدا کو تمام معیاروں کا غیر مرئی ماخذ قرار دینا حیاتِ انسانی کو ارتقائی اور متحرک بنانا ہے۔ انسان اس وقت تک موجودات کا معیار کمال، اشرف المخلوقات اور زمین پر خدا کا نائب نہیں ہو سکتا جب تک وہ موجودات کی حلقہ بگوشی سے چھٹکارا نہ پائے اور اَن دیکھے نصب العین کی بلندیوں کی طرف عروج نہ کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

بالشوزم اقبالؒ کی نظر میں

وطن عزیز میں اسلام اور اسلامی سوشلزم اور سائنٹفک سوشلزم کے مباحث گزشتہ کئی برسوں سے جاری ہیں۔ پاکستان کے بعض نام نہاد ترقی پسندوں کی جانب سے اسلام میں سوشلزم کا پیوند لگانے یا سائنٹیفک سوشلزم میں اسلامی عقائد شامل کرنے کو عین اسلام قرار دینے کی مساعی ہنوز جاری ہیں۔ اس ضمن میں بعض کوتاہ اندیش لوگوں کی جانب سے علامہ اقبال کے کلام سے سیاق وسباق کے بغیر اقتباسات یا حوالے پیش کرکے مطلب براری کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ چند یوم قبل یوم اقبالؒ کے موقع پر ایک بار پھر ان لوگوں کی جانب سے اقبال کے کلام سے سندیں پیش کی جارہی ہیں۔ علامہ اقبالؒ ایک راسخ القیدہ مسلمان مفکر تھے۔ اسلام کے بارے میں ان کے نظریات بالکل واضح ہیں۔ وہ اسلام کو انسان کی فلاح وترقی اور نجات کا واحد ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے متذکرہ قسم کے لوگوں کی ایسی باتوں کا جواب تحریر کیا تھا۔ جو زمیندار میں شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ سپرد کرنے کی ضرورت انہیں اس لئے محسوس ہوئی کہ لاہور کے روزنامہ انقلاب کے اس دور میں بعض کیمونسٹوں کی گرفتاری کے موقع پر ایک اداریہ میں یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ اگر بالشوزم کو پسند کرنا اور ترقی پسندانہ نظریات رکھنا ایساہی جرم ہے تو پھر علامہ اقبالؒ سب سے بڑے مجرم ہیں۔ علامہ مرحوم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس الزام کی تردید کی خاطر زیر نظر مقالہ تحریر کیا تھا۔ جسے ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے شامل اشاعت کررہے ہیں۔ (ادارہ نوائے وقت)

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب زمیندار!

السلام علیکم۔ میں نے ابھی ایک اور دوست سے سنا ہے کہ کسی صاحب نے آپ کے اخبار میں یا کسی اور اخبار میں (میں نے اخبار ابھی تک نہیں دیکھا) میری طرف بالشویک خیالات منسوب کئے ہیں۔ چونکہ بالشویک خیالات رکھنا میرے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کے مترادف ہے اس واسطے اس تحریر کی تردید میرا فرض ہے۔

میں مسلمان ہوں میرا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ دلائل پر مبنی ہے کہ انسانی جماعتوں کے اقتصادی امراض کا بہترین علاج قرآن نے تجویز کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سرمایہ داری کی قوت جب حد اعتدال سے تجاوز کرجائے تو دنیا کے لئے ایک قسم کی لعنت ہے۔ لیکن دنیا کو اس کے مضر اثرات سے نجات دلانے کا طریق یہ نہیں کہ معاشی نظام سے اس قوت کو خارج کردیا جائے۔ جیسا کہ بالشویک تجویز کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس قوت کو مناسب حدود کے اندر رکھنے کے لئے قانون میراث اور زکوۃ وغیرہ کا نظام تجویز کیا ہے اور فطرتِ انسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہی طریق قابل عمل بھی ہے۔ روسی بالشوزم یورپ کے ناعاقبت اندیش اور خود غرض سرمایہ داری کے خلاف ایک زبردست ردعمل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مغرب کی سرمایہ داری اور روسی بالشوزم دونوں افراط و تفریط کا نتیجہ ہیں اعتدال کی راہ وہی ہے جو قرآن نے ہم کو بتائی ہے اور جس کا میں نے اوپر اشارۃً ذکر کیا ہے۔ شریعت حقہ اسلامیہ کا مقصود یہ ہے کہ سرمایہ داری کی بناپر ایک جماعت دوسری جماعت کو مغلوب نہ کرسکے اور اس مدعا کے حصول کے لئے میرے عقیدے کی رو سے وہی راہ آسان اور قابل عمل ہے۔ جس کا انکشاف شارع علیہ السلام نے کیا ہے، اسلام سرمایہ کی قوت کو معاشی نظام سے

خارج نہیں کرتا۔ بلکہ فطرت انسانی پر ایک عمیق نظر ڈالتے ہوئے اسے قائم رکھتا ہے۔ اور ہمارے لئے ایک ایسا معاشی نظام تجویز کرتا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہونے سے یہ قوت کبھی اپنی مناسب حدود سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کے اقتصادی پہلو کا مطالعہ نہیں کیا ورنہ ان کو معلوم ہوتا کہ اس خاص اعتبار سے اسلام کتنی بڑی نعمت ہے۔ میرا عقیدہ ہے فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ میں اسی نعمت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ کسی قوم کے افراد صحیح معنوں میں ایک دوسرے کے اخوان نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ وہ ہر پہلو سے ایک دوسرے کے ساتھ مساوات نہ رکھتے ہوں اور اس مساوات کا حصول بغیر ایک ایسے سوشل نظام کے ممکن نہیں جس کا مقصود سرمایہ کی قوت کو مناسب حدود کے اندر رکھ کر مذکورہ بالا مساوات کی تخلیق وتولید ہو اور مجھے یقین ہے کہ خود روسی قوم بھی اپنے موجودہ نظام کے نقائص تجربے سے معلوم کر کے کسی ایسے نظام کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ جس کے اصول اساسی یا تو خالص اسلامی ہوں گے یا ان سے ملتے جلتے ہوں گے موجودہ صورت میں روسیوں کا اقتصادی نصب العین خواہ کیسا ہی محمود کیوں نہ ہوں ان کے طریق عمل سے کسی مسلمان کو ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ ہندوستان اور دیگر ممالک کے مسلمان جو یورپ کی پولیٹیکل اکانومی پڑھ کر مغربی خیالات سے فوراً متاثر ہو جاتے ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ اس زمانے میں قرآن کریم کی اقتصادی تعلیم پر نظر غائر ڈالیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی تمام مشکلات کا حل اس کتاب میں پائیں گے۔ لاہور کی لیبر یونین کے مسلمان ممبر بالخصوص اس طرف توجہ کریں مجھے ان کے اغراض و مقاصد کے ساتھ دلی ہمدردی ہے مگر مجھے امید ہے کہ وہ کوئی ایسا طریق عمل یا نصب العین اختیار نہ کریں گے جو قرآنی تعلیم کے منافی ہو۔

محمد اقبال　　　　　بیرسٹر ایٹ لاء، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد کشمیر میں اسلامی قانون کا نفاذ

تحریکِ آزادی کشمیر کی تکمیل کی طرف ایک تاریخی قدم

مندرجہ ذیل مضمون اصل میں آزاد کشمیر اسمبلی اور سرکار کی خدمت میں ایک "ہدیہ تبریک" اور ان سے خوش آئندہ توقعات کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ ایک واقعہ ہے کہ ہزار کمزوریوں کے باوجود جب سرکار کی طرف سے 'صدائے اسلام' بلند ہوتی ہے تو مسلم عوام اپنی آنکھیں بچھانے لگ جاتے ہیں اور یوں شاداں گھر سے نکلتے ہیں جیسے آج ان کی عید ہو گئی ہو اور یہ بات اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ اگر گمراہ کن خواص رکاوٹ نہ بنیں تو عوام بہر حال اسلام کو چاہتے ہیں۔ اسلامی قانون کے نفاذ کے سلسلہ میں آزاد کشمیر اسمبلی اور حکومت نے جو فیصلہ کیا ہے اس کو ایک دانش مندانہ اقدام اور اسلام دوستی کا ثبوت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہم اس پر ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے اس مرحلہ پر 'محتاط تر' رہنے کی سفارش بھی کرتے ہیں کیونکہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے بعد اس سلسلے میں مداہنت یا بے عملی اسلام کو پہلے سے زیادہ بدنام کرنے کا موجب ہو گی۔ اگر کماحقہ اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کی گئی تو ان شاء اللہ اسلامی دنیا کے لئے یہ ایک مشعلِ راہ ثابت ہو گی۔ اور خود مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے بھی ایک عظیم تحریک کا کام دے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (مدیر)

آزاد کشمیر اسمبلی نے اسلامی قوانین کے نفاذ کا بل بالاتفاق منظور کر لیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بل تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ اس مسودہ قانون کی تیاری میں جو تعزیرات، دیوانی مقدمات، عشر و زکوٰۃ اور غیر مسلموں کے حقوق سے متعلق ہے۔ صدر آزاد کشمیر سردار محمد عبد القیوم خان نے جس خصوصی دلچسپی اور ان کی دعوت پر آزاد کشمیر اور پاکستان کے جید علمائے کرام اور ماہرینِ قانون نے جس غیر معمولی محنت و کاوش اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ اس کے لئے وہ پوری ملت اسلامیہ کے شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کے معزز ارکان نے اس تاریخی مسودہ قانون کو مکمل اتفاق رائے سے منظور کر کے اسلام سے اپنی غیر معمولی وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔

اسلامی قانون کے باقاعدہ نفاذ سے عامۃ المسلمین کو اسلامی قانون کی اہمیت، تقاضوں اور دونوں جہاں کی سرفرازی کا ضرور احساس ہو جائے گا اور یہ چیز ان کی اسلام سے غیر معمولی وابستگی کا سبب بن جائے گی۔ اب مناسب ہے کہ محکمہ امور دینیہ حکومت آزاد کشمیر کے زیر اہتمام آزاد کشمیر کے طول و عرض میں علمائے کرام کے دعوتی و تبلیغی دوروں جلسہ ہائے عام، مجالس مذاکرہ اور خصوصی تقاریب کے انعقاد اور اسلامی قانون سے متعلق خصوصی قسم کے پمفلٹوں، پوسٹرز اور ہینڈ بلوں کے وسیع پیمانے پر تقسیم کے لئے ایک مربوط پروگرام تیار کیا جائے تاکہ جب اسلامی قانون کا باقاعدہ نفاذ عمل میں آجائے تو ریاست کے ہر شہری کو یہ معلوم ہو کہ اسلامی قانون پر کامیابی سے عملدرآمد کے لئے اس پر کون کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور وہ ان ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ آزاد کشمیر میں اسلامی قانون کا نفاذ صحیح اسلامی معاشرہ کے قیام کی راہ میں ایک اہم اور موثر قدم ثابت ہو گا کیونکہ قانون، قطع نظر اس کے کہ وہ صحیح ہے یا غلط، انسانی زندگی کا رخ متعین کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اگر قانون صحیح ہے تو انسانی زندگی کا رخ بھی صحیح سمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں ہو گا اور اگر خدانخواستہ معاملہ اس کے برعکس ہے تو نتیجۃً انسانی زندگی کا رخ بھی لازمی طور پر غلط سمت میں ہو گا اور بحیثیت مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ اس آسمان کے نیچے خدا کے نازل کردہ قانون سے زیادہ صحیح کوئی قانون نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے زندگی کو صحیح اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے اسلامی قانون کا نفاذ ناگزیر ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اسلامی قانون کے نفاذ کو اسلامی حکومت کی اولین اور بنیادی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے اور اس سے گریز کی راہیں اختیار کرنے والوں کے بارے میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ وہ ظلم و فسق اور کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔ چنانچہ سورہ مائدہ میں فرمایا گیا ہے کہ:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ؁

یعنی قانونِ الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے لوگ کفر کرتے ہیں۔

اسی سورہ کی دوسری آیات میں ایسے لوگوں کو ظالم و فاسق قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی قرآن حکیم کی بیسیوں دوسری آیات ہیں، جن سے اسلامی قانون کی اہمیت اور تقاضوں کا پتہ چلتا ہے۔

ان آیاتِ کریمہ سے یہ بات دو اور دو چار کی طرح نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ اسلامی قانون کے نفاذ کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس کے حل ہونے یا نہ ہونے سے کوئی خاص فرق نہ پڑتا ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنی نوعیت اور اہمیت کے اعتبار سے یہ مسئلہ خالصۃً کفر و اسلام کا مسئلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان اس مسئلہ میں غیر جانبدار نہیں رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ اول جناب صدیق اکبرؓ نے مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا تھا کہ خدا کی قسم میں ان کے خلاف اس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ یہ لوگ اونٹ کے پاؤں باندھنے کی وہ رسی بھی جو یہ حضور ﷺ کے دور میں زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے دینے پر آمادہ نہیں ہو جائیں گے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے پہلے اسلامی معاشرہ کا قیام ضروری ہے کیونکہ جب تک صحیح اسلامی معاشرہ قائم نہیں ہو جائے گا، اس وقت تک اسلامی قانون کے نفاذ کا تجربہ کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ ان حضرات کی یہ رائے اپنے اندر وزن رکھتی ہے اور ہمیں ان کے خلوص پر بھی کوئی شبہ نہیں ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر صحیح اسلامی معاشرہ قائم کس طرح ہو گا؟ ظاہر بات ہے کہ گزشتہ کئی صدیوں سے اسلامی نظام قائم نہ رہنے کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ انحطاط کی جس طرح پر پہنچ چکا ہے اسے بدلنے کے لئے ایک ایسی ہمہ گیر تحریک کی ضرورت ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہو اور اس مقصد کے لئے جہاں دوسرے اقدامات ضروری ہیں وہاں خود اسلامی قانون کا نفاذ بھی انتہائی ضروری ہے کیونکہ جیسا کہ پہلے بھی گزارش کیا جا چکا ہے کہ قانون، قطع نظر اس کے کہ وہ صحیح ہے یا غلط، انسانی زندگی کا رُخ متعین کرنے کے لئے ایک مؤثر قوت ماخذہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے صحیح اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے امور کے علاوہ معاشرے کو اسلامی رُخ پر ڈالنے والی اس مؤثر قوت نافذہ سے بھی کام لیا جائے اور اس پہلو سے دیکھا جائے تو آزاد کشمیر میں اسلامی قانون کا نفاذ صحیح اسلامی معاشرے کی تشکیل اور مکمل اسلامی نظام کے قیام کی راہ میں ایک تاریخی قدم کی حیثیت رکھتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ صرف اسی پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ ساتھ ساتھ دوسرے متعلقہ امور کی طرف بھی بھرپور توجہ دی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

آزاد کشمیر میں اسلامی قانون کے نفاذ کی اہمیت کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے اس کے تاریخی پس منظر کو نگاہ میں رکھنا بھی ضروری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ برطانوی استعمار نے برصغیر پر اپنے جارحانہ تسلط کو دوام بخشنے کے لئے جب مسلمانوں کا تعلق ان کے دین و تہذیب اور نظام حیات سے منقطع کرنے کے لئے کیا تو ان کی اجتماعی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح اس سامراجی قوت نے اسلامی قانون پر بھی ڈاکہ ڈالا۔ کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جب تک مسلمانوں کی زندگی کا صحیح رُخ متعین کرنے والی اِس موثر قوت نافذہ کو ختم نہیں کیا جاتا، ان کا اسلام سے تعلق منقطع نہیں ہو سکتا۔

مسلمانوں کے دین و ایمان کے خلاف یہ سازش کوئی ایسی بات نہیں تھی جسے ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیا جاتا۔ چنانچہ عام مسلمانوں نے بالعموم اور علمائے کرام نے بالخصوص اس سازش کے خلاف زبردست احتجاج کیا جسے تشدد کے ذریعے دبا دیا گیا۔ لیکن یہ کوئی ایسا جذبہ نہیں تھا جسے تشدد کے ذریعے ختم کیا جا سکتا چنانچہ اسلامی نظام کے احیاء اور اسلامی قانون کے نفاذ کے اس جذبے نے ایک دوسری اور نسبتاً زیادہ موثر شکل اختیار کر لی ہے۔ اور برصغیر میں تحریک پاکستان کا بنیادی محرک ثابت ہوا۔ اسی طرح تحریک آزادی کشمیر کے پیچھے بھی، جو اپنے پس منظر اور نصب العین کے اعتبار سے ابتداء ہی سے تحریک پاکستان کے ایک حصہ کی حیثیت رکھتی ہے، یہی جذبہ کارفرما نظر آتا ہے۔ 'تحریکِ آزادیٔ کشمیر' جیسا کہ اس تحریک کے بانی قائد رئیس الاحرار چوہدری غلام عباس نے اپنی خودنوشت سوانح حیات 'کشمکش' میں لکھا ہے۔ 'اپنے پس منظر اور نصب العین کے اعتبار سے ایک اسلامی تحریک تھی۔ اس کی بنیادیں بھی خالصتاً اسلامی تھیں۔ اور اسے فروغ بھی اسلام ہی کے ذریعہ سے ہوا تھا۔' اور حقیقت یہ ہے کہ آج بھی اس تحریک کو زندہ رکھنے اور کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے صرف اسلامی جذبہ ہی کام آ سکتا ہے۔ غرضیکہ تحریک آزادی کشمیر کی راہ میں دی جانے والی عظیم قربانیوں کا جذبہ محرکہ پہلے بھی اسلام ہی تھا، اور اب بھی اسلام ہی ہو سکتا ہے اس لئے تحریک آزادی کشمیر کو زندہ اور فعال رکھنے کے لئے اس جذبہ کو زندہ اور توانا رکھنے کی ضرورت ہے اور ایسا صرف اسلامی قانون کے نفاذ کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے۔

تحریک آزادی کشمیر کی اساس اس اسلامی اساس اور اس تحریک کی راہ میں دی جانے والی عظیم جانی و مالی قربانیوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ آزاد کشمیر میں جس کی بنیادی حیثیت تحریک آزادی کشمیر کے بیس کیمپ کی ہے۔ 1947ء میں آزاد حکومت کے قیام کے ساتھ ہی اسلامی قانون کا نفاذ بھی عمل میں آ جاتا۔ تاکہ جہاں ایک طرف تحریک آزادی کشمیر کی راہ میں جانیں لڑانے والے مجاہدین کی قربانیوں کا صحیح حق ادا ہوتا وہاں دوسری طرف تحریک آزادی کا سفر بھی صحیح رخ پر جاری رہتا۔ مگر بدقسمتی سے گزشتہ 27 سالوں کے دوران بوجوہ اس انتہائی اہم اور بنیادی فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ دی جا سکی۔ نتیجۃً گزشتہ 27 سالوں کے دوران بجائے اس کے کہ تحریک آزادی کشمیر کو صحیح رخ پر آگے بڑھایا جا سکتا۔ ایک 'راہرو پشت بمنزل' کی طرح ہمارا ہر قدم ہمیں منزل سے دور لے جاتا گیا۔

خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ 27 سال کے طویل انتظار کے بعد بالآخر وہ مبارک گھڑی آ ہی گئی کہ آزاد کشمیر کی موجودہ حکومت آزاد کشمیر میں اسلامی قانون کے نفاذ سے آزادی کشمیر کی یہ عظیم تحریک صحیح سمت میں اور تیزی سے آگے بڑھ سکے گی اور اس راہ میں دی جانے والی عظیم الشان جانی و مالی قربانیوں کا صحیح طور پر حق ادا ہو سکے گا۔ اس اعتبار سے آزاد کشمیر میں اسلامی قانون کے نفاذ کا فیصلہ موجودہ حکومت کے ایک تاریخی کارنامہ اور تحریک آزادی کشمیر کی طرف ایک انقلابی قدم کی حیثیت رکھتا ہے اور صدر آزاد کشمیر جناب مجاہد اول سردار عبدالقیوم اور ان کے رفقاء اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کارنامہ کے لئے اسلامیان آزاد کشمیر و پاکستان کے شکریہ، مبارک باد اور بھرپور تعاون کے مستحق ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کیانا اُمید جاؤں تیرے آستاں سے بھی

دل کو سکوں ملا نہ سکوتِ زباں سے بھی	آساں ہوئیں نہ مشکلیں آہ وفغاں سے بھی
بھڑکی جو آگ دل میں ترے اشتیاق کی	وہ بجھ سکی نہ پھر کسی اشکِ رواں سے بھی
لیتی ہے آنکھ لطفِ کمال وجمالِ دوست	شادابی چمن سے بھی دورِ خزاں سے بھی
اعجاز ہے انہیں کے یہ حسن وجمال کا	محبوب ہو گئے وہ مجھے میری جاں سے بھی
لے چل دلِ حزیں وہیں لے چل دلِ خریں	تکمیل پا سکے غمِ ہستی جہاں سے بھی
یلغار تیغ کی ہو کہ خطرہ ہو جان کا!	لائیں گے ہم روائے محبت وہاں سے بھی
نازاں ہیں لوگ دعویٰ تسخیر ماہ پر	آگے گئے ہمارے نبی آسماں سے بھی
وہ کام کر گئی ہے تری تیزیٔ زباں	جو ہو سکا نہ خنجر وتیغ وسناں سے بھی
ماحول کا اثر بھی ہے اور اے خطیبِ قوم	بگڑی ہے قوم کچھ ترے طرزِ بیاں سے بھی
مسجد سے بھی لگاؤ ہے فلموں سے بھی ہے عشق	آگاہ ہم نہیں رہے سود وزیاں سے بھی!
تو دیکھ میرا گلشنِ دل پھونک کر ذرا	شعلے بلند ہوں گے ترے آشیاں سے بھی
لوٹا ہوں نامراد ہر اِک بارگاہ سے	کیانا اُمید جاؤں تیرے آستاں سے بھی
دستِ دعا اُٹھا نہ کوئی آنکھ نم ہوئی	ہم نے گزر کے دیکھ لیا اپنی جاں سے بھی
مانا کشادہ چشم تھے غنچے ترے لئے	رکھنا تھا ربط اس دلِ حسرت نشاں سے بھی
اس سے نہ چھپ سکینگی سیاہ کاریاں تری	واقف ہے وہ تو دل کے خیالِ نہاں سے بھی
صد حیف تجھ پہ اے دلِ عاجزؔ ہزار حیف	
تجھ کو سبق ملا نہ غمِ ناگہاں سے بھی!	

(عبد الرحمٰن عاجزؔ)

عزیز زبیدی واربرٹن

ابو شاہد (ایم۔اے)

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب	:	روشنی کے مینار
مؤلّف	:	حافظ محمد ادریس
صفحات	:	208صفحات
ناشر	:	مکتبہ ظفر۔ محلہ فیض آباد سرگودھا روڈ گجرات
قیمت	:	9روپے

تاریخ اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کارنامے ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام کا سنہری دور وہی تھا جب نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے تربیت یافتہ دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچا رہے تھے۔ انہوں نے اسلام کی اشاعت میں کردار و عمل سے ایسا اسوہ پیش کیا جو آج بھی اس راہ کے مسافروں کے لئے قابلِ تقلید مثال ہے۔ چشمِ فلک نے کسی نبی کے ایسے جانثار ساتھی نہیں دیکھے جو اپنے نبی کے اشاروں پر اپنی جانیں کٹا دینا فخر سمجھتے ہوں۔ اس برگزیدہ گروہ کے بیس افراد کا مختصر تذکرہ 'روشنی کے مینار' کے نام سے حافظ محمد ادریس نے مرتب کیا ہے۔ مرتب کتاب نے ان صحابہؓ کا انتخاب کیا ہے جو عام طور پر زیادہ معروف نہیں مگر ان کے کارنامے اور ان کی پاک سیرتیں حرارت ایمانی کا باث ہیں۔ حافظ صاحب نے تحریکِ اسلامی کے ایک کارکن کی حیثیت سے ان اصحاب نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سیرتوں کا مطالعہ کیا ہے اور یہی جذبہ وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ یہ واقعات برائے واقعات نہیں بلکہ واقعات برائے دعوتِ عمل ہیں۔

حافظ صاحب کی یہ مساعی قابلِ قدر ہے۔ کتاب پر اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ جناب ظفر بلوچ نے مقدمہ لکھا ہے۔

(۲)

ماہنامہ 'میثاق' اپریل 74ء

مدیر	:	ڈاکٹر اسرار احمد

ڈاکٹر اسرار احمد کے زیرِ ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ 'میثاق' کی اشاعت بسلسلہ علامہ اقبالؒ زیرِ نظر ہے۔ اس اشاعت میں علامہ اقبالؒ کے فکر و فلسفہ پر پروفیسر محمد منور، ڈاکٹر ابصار احمد اور ڈاکٹر اسرار احمد کے رشحاتِ قلم شامل ہیں:

مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر 'تدبر قرآن' بالاقساط 'میثاق' میں شائع ہوتی ہے۔ زیر نظر شمارہ میں 'سورۂ کہف' کی آیات ۲۷-۴۹ کی تفسیر شامل ہے۔

(۳)

نام کتاب : فضائل تہجّد

تصنیف : مظفر حسین مفتیٔ اعظم مظاہر علوم سہارنپور

صفحات : 128 صفحات

طباعت : عمدہ

قیمت : 50/3روپے

ملنے کا پتہ : اسلامی اکادمی. اردو بازار. لاہور

مظاہرِ علوم سہارن پور کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے فضائل نماز، فضائل رمضان اور فضائل صدقات وغیرہ لکھے جو آج تبلیغی نصاب کے طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں مظاہر علوم سہارن پور کے مفتیٔ اعظم نے 'فضائل تہجد' پر قلم اُٹھایا۔ موصوف نے اس رسالے میں قرآن و سنت سے تہجد کی اہمیت اور فضائل پر روشنی ڈالی ہے اور صحابہ کرامؓ، تابعین اور مشائخ عظام کے اقوال اور ان کی تہجد کے ایمان افروز واقعات نقل کیے ہیں جن سے روح کو بے پناہ فرحت اور شعور کو آمادگیٔ عمل حاصل ہوتی ہے۔ آخر میں تہجد کے آداب و احکام بیان کر دیئے گئے ہیں۔

'فضائل تہجد' اپنی اہمیت کے پیش نظر تبلیغی نصاب کے تتمہ کا مصداق ہے۔ (ابو شاہد)

(۴)

نام کتاب : نخبۃ الاحادیث

مولّف : مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ

طباعت : عکسی، عمدہ

صفحات : 80صفحات

جلد : خوبصورت اور پائیدار

قیمت : 3روپے

ناشر : اسلامی اکادمی. اردو بازار. لاہور

مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ مرحوم نے طلبہ اور کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ایک سو مختصر احادیث کا مجموعہ تیار کیا۔ احادیث کے انتخاب میں خاصا تنوّع ہے۔ انتخاب، عقائد، عبادات اور معاملات، ہر پہلو پر حاوی ہے۔

ابتدائی 45 صفحات میں احادیث کا متن ہے۔ ہر حدیث کا عنوان اردو میں لکھا گیا ہے۔ آخری 35 صفحات میں مشکل الفاظ کا مطلب اور مناسب تشریح لکھی گئی ہے۔ مثال کے طور پر پہلی حدیث 'انما الاعمال بالنیّٰت' میں لفظ 'انما' کا مطلب و تشریح یوں بیان کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا کلمہ حصر یعنی حقیقت یہی ہے۔ یا اس کے سوا اور کوئی دوسری بات نہیں یا اس کے قریب قریب مضمون ادا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

کتاب کو خاصی مقبولیت حاصل ہے۔ ناشر کی اطلاع کے مطابق دوسرا ایڈیشن بھی قریب الاختتام ہے۔

(۵)

نام کتاب	:	درود و سلام
تالیف	:	سید مودودی
صفحات	:	16 صفحات
قیمت	:	30 پیسے
ناشر	:	مکتبہ الخیر۔ اردو بازار۔ لاہور

سید مودودی کی مشہور تفسیر قرآن کریم تفہیم القرآن سے آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ کی تفسیر و تشریح بغرض تبلیغ کتابچے کی صورت میں شائع کی گئی ہے۔

(۶)

نام کتاب	:	ایک اجتماع کی کہانی
تالیف	:	محمد لیث
صفحات	:	96 صفحات
قیمت غیر مجلد	:	3 روپے
ناشر	:	مکتبہ الخیر۔ 40، اردو بازار۔ لاہور

1963ء میں برسرِ اقتدار طبقے کی تمام رکاوٹوں کے باوجود جماعت اسلامی کا کل پاکستان اجتماع منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی کہانی محمد لیث صاحب نے بچوں کے لئے مرتب کی ہے۔ اجتماع میں شریک ایک رکن جماعت کی زبانی کاروائی پیش کی گئی ہے۔ کاروائی میں تقریروں اور دروسِ حدیث کا مختصر خلاصہ آگیا ہے اور جماعت کی عوت واضح ہو گئی ہے۔

بچوں کو جماعت کے مقاصد سے روشناس کرانے کی ایک اچھی کوشش ہے قیمت نسبتاً زیادہ ہے۔

(۷)

نام کتاب	:	سید مودودی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

تالیف	:	اسعد گیلانی
صفحات	:	80 صفحات
طباعت	:	گوارا، سرورق خوبصورت
قیمت	:	1 روپیہ 50 پیسے
ناشر	:	مکتبہ الخیر۔40 اردو بازار۔لاہور

جناب اسعد گیلانی جماعت کے اچھے لکھنے والوں میں سے ہیں۔ موصوف نے سید مودودی کی سوانح و خدمات پر زیرِ نظر کتابچہ لکھا ہے۔ کتابچہ دیکھنے سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اسعد صاحب کے ذہن میں جو معلومات تھیں انہیں ایک ترتیب سے درج کر دیا ہے اور زیادہ تلاش و جستجو سے کام نہیں لیا گیا۔ ص 11 پر لکھا ہے کہ نو سال کی عمر میں مولانا نے 'جماعت رشیدیہ' میں داخلہ لیا۔ رشیدیہ غلط ہے، 'رُشدیہ' درست ہے۔ مولانا کی سزائے موت پر احتجاج کے سلسلہ میں ملّا نور المشائخ مرحوم کا بیان دوبارہ درج ہوا ہے۔ اور ایک شخص کے بارے میں دو مختلف افراد کا تاثر ملتا ہے۔ کتابت کی غلطیاں بھی کھٹکتی ہیں۔ اُمید ہے آئندہ ایڈیشن مزید بہتر ہو گا۔

(۸)

فتاویٰ اہلحدیث جلد اول و دوم	:	مجتہد العصر حافظ عبد اللہ صاحب محدث روپڑی
صفحات جلد اول	:	348
صفحات جلد دوم	:	592
قیمت جلد اول	:	18 روپے
قیمت جلد دوم	:	22 روپے
مرتب	:	حضرت مولانا محمد صدیق تلمیذ محدث روپڑی
ملنے کا پتہ	:	ادارۂ احیاء السنۃ النبویہ۔ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن۔سرگودھا

جلد اول از عقائد تا احکام مساجد اور جلد دوم از بقایا احکام طہارت و مساجد تا بیان حج پر مشتمل ہے۔

فتاویٰ اہل حدیث پیش آمدہ مسائل کا صرف جواب اور حل پیش نہیں کرتا بلکہ کتاب و سنت اور اسلاف کے تعامل سے کسبِ فیض اور اخذ احکام کا سلیقہ بھی سکھاتا ہے۔

حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا نے اجتہادی صلاحیت سے نوازا تھا۔ آیات اور احادیث سے نکتے پیدا کرنے، حالات اور وقائع پر ان کا انطباق کرنے کا خدا نے آپ کو خاص ملکہ عطا کیا تھا مگر اس کے باوجود اسلوبِ بیان حد درجہ سادہ اور جامع ہے۔ جو حضرات فتاویٰ مذکور کا مطالعہ فرمائیں گے وہ یہ سب باتیں واضح طور پر مشاہدہ فرمائیں گے؛

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کسی مستفتی نے آپ سے سوال کیا کہ:

سوال:

شاہ اسماعیل شہیدؒ نے صراطِ مستقیم میں لکھا ہے:

اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب ہست مگر ایضاح میں معین کی تقلید کو بدعت حقیقیہ میں شمار کیا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ کیا ہے؟

جواب:

اتباع مذاہبِ اربعہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مذہب کا تعین اور التزام نہ کرے جس کا مسئلہ راجح معلوم ہو لے لے۔
دوسری صورت یہ ہے کہ سہولت کے طور پر ایک کا تعین کرے مگر اس تعین کو حکم شرعی نہ سمجھے اور کبھی دوسرے مذہب پر بھی عمل کرے۔
صراط مستقیم کی عبارت میں ان ہر دو مفہوم کا احتمال ہے اور ایضاح کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ اگر اس تعین کو حکم شرعی سمجھے وبدعت حقیقیہ ہے....
صحابہ کے زمانہ میں مسائل کے لئے ایک شخص مقرر نہ تھا بلکہ ایک مسئلہ میں ایک کا قول لیتے تو دوسرے مسئلہ میں دوسرے صحابی کا قول لیتے۔ اگر اب بھی اسی طرح ہو تو بفضل خدا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ واللہ الموفق۔

سوال:

عشر مالک زمین پر ہے یا جو بھی حصہ وغیرہ پر زراعت کرتا ہے وہ بھی عشر ادا کرنے کا مستحق ہے؟

جواب:

عشر کے لئے مالک زمین کی شرط نہیں بلکہ ہر زراعت کرنے والے پر عشر ہے: قرآن مجید میں ہے:

وَمِمَّآ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ الخ

سوال:

ماہ رمضان کے روزے چھوڑ کر فصل کی کٹائی یا اور سخت کام کر سکتا ہے یا نہیں الخ؟

جواب:

مسافر، بیمار، حاملہ، مرضعہ جو روزہ نہ رکھ سکے اور شیخ فانی وغیرہ کے سوال کسی کو افطار کی اجازت نہیں۔ اگر کٹائی گندم وغیرہ کی وجہ سے افطار جائز ہو تو امیروں کو گھر بیٹھے بھوک پیاس کا برداشت کرنا بہ نسبت زمینداروں کے زیادہ مشکل ہے۔ الخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

الغرض: یہ فتاویٰ اہل حدیث ان لوگوں کے لئے بالخصوص مطالعہ کی چیز ہے جو مسائل کے سلسلے میں اطمینان اور بصیرت چاہتے ہیں۔ یہ صرف اہل حدیثوں کے لئے نہیں بلکہ ہر اسلام پسند اور اہل علم کو دعوتِ مطالعہ دیتا ہے۔

اس فتاویٰ اہل حدیث کی ایک خوبی یہ بھی ہے اور وہ بنیادی بھی ہے کہ:

ہر حکم اور مسئلے کا انتساب کتاب اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے۔ شخصیتوں کی طرف نہیں۔ اور یہ وہ نسبت عظمی اور تعلق خاطر ہے جو صرف خدا کی دین اور رحمت ہے، جنس بازار نہیں ہے۔ غالباً یہ چیز اہل حدیثوں کے سوا اور کہیں نہیں ملتی۔ اگر ملتی بھی ہے تو بے داغ کم ملتی ہے۔

مولانا محمد صدیق مدظلہ العالی حضرت علامہ محدث روپڑی کے پرانے شاگرد رشید ہیں۔ باذوق ہیں اور خود مفتی ہیں، انہوں نے اس کی تدوین اور ترتیب میں جو محنت کی ہے وہ حد درجہ جاذبِ نگاہ اور دلآویز ہے۔ خدا تعالیٰ مؤلف اور مرتب کو اجر جزیل عنایت فرمائے۔

(۹)

نام کتاب	:	برصغیر پاک وہند میں علمِ فقہ
مؤلّف	:	مولانا محمد اسحاق بھٹی
صفحات	:	384 صفحات
قیمت	:	11 روپے
ملنے کا پتہ	:	ادارہ ثقافت اسلامیہ (کلب روڈ) لاہور

اردو زبان میں اپنی نوعیت کی یہ بالکل پہلی کوشش ہے۔ جس میں بلبن 686ھ سے لے کر اورنگ زیب عالمگیر 1118ھ کے عہد تک کی ان تمام فقہی مساعی کا تعارف پیش کیا گیا ہے جو پاک وہند میں انجام دی گئیں۔

اس میں فقہائے عظام، ان کی فقہی تخلیقات اور ان حکمرانوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے کسی درجہ میں بھی ان سے دلچسپی رکھی یا سرپرستی کی۔ خاص کر مندرجہ ذیل کتب کا تفصیلی تعارف دیا گیا ہے۔

فتوائے غیاثیہ، فتاوی قراخانی، فوائد فیروز شاہی، فتاوی تاتارخانیہ، فتاویٰ حمادیہ، فتاویٰ ابراہیم شاہی، فتاویٰ امینیہ، المتانۃ فی حرمۃ الخزانۃ، فتاویٰ بابری، فتاویٰ عالمگیری، مؤخر الذکر فتاویٰ پر سب سے زیادہ روشنی ڈالی گئی ہے اور نہایت خوب ہے۔

شروع کتاب میں مرتب موصوف نے ایک تفصیلی مقدمہ تحریر فرمایا ہے جو خاصہ معلوماتی ہے جس میں فقہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی، اس کے ماخذ، مراکز فقہ اور اسلاف میں اصحابِ فقہ کا مختصر ذکر کیا گیا ہے۔

فاضل مرتب نے فقہ کی جو تعریف کی ہے اس سے پوری طرح انشراح نہیں ہوتا، بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے محترم دوست نے کنز و قدوری جیسی متون کو سامنے رکھ کر فقہ کو مشخص کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

اسی طرح موصوف نے ائمہ اربعہ کے طریق استنباط سے جو بحث فرمائی ہے اس میں بھی متوقع جامعیت نہیں پائی جاتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بعض احباب نے مصنف سے شکوہ کیا ہے کہ: انہوں نے اہل حدیث مکتبِ فکر کی فقہی مساعی کا ذکر نہیں کیا حالانکہ اس سلسلہ کی ان کی خدماتِ جلیلہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کی بھی کچھ وجوہات ہیں، ایک تو خود اہل حدیث حضرات نے پاک و ہند میں اپنے تشخص کی تعیین ولی اللٰہی دور اور سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے کی ہے، جو بجائے خود محلِ نظر ہے۔ مصنف نے اپنے موضوع کو 1118ھ تک محدود رکھا ہے۔ ظاہر ہے، اس صورت میں خدمات اہلِ حدیث کا تذکرہ ان کے لئے خارج از بحث ہے۔

دوسرا یہ کہ فاضل مؤلف نے فقہ کی جو نشاندہی فرمائی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ فقہ الحدیث کی طرف ان کا ذہن جانے نہ پائے۔

اس کے علاوہ پاک و ہند صرف اہل حدیث نہیں شوافع، اہلِ تشیع اور منکرینِ حدیث اور متجددین کا بھی ایک سلسلہ ہے، لیکن مصنف نے ان کو شاید اہمیت ہی نہیں دی۔ کتاب کے نام سے ایک قاری کو جو بظاہر تاثر ملتا ہے، اس سے موضوع کی جس جامعیت کی طرف ذہن منتقل ہو سکتا ہے مصنف نے اس کی لاج نہیں رکھی۔

پاک و ہند میں جن اہل ہوئی دانش وروں اور متجددین نے جدید فقہ ترتیب دی ہے یا دے رہے ہیں، حالات کا تقاضا ہے کہ اس پر مفصل روشنی ڈالی جاتی اور قوم کو بتایا جاتا کہ یہ حضرات جدید فقہ کے ذریعے کس طرف اُٹھ دوڑے ہیں اور آپ کو کہاں لے جا کر دفن کرنا چاہتے ہیں۔ (عزیز زبیدی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com